ISSN 2977-3555

روزنامہ
صحافت
برمنگھم
باخبر، بااثر حقیقتوں کا پیام بر
www.sahafat.in/uk
Birmingham Edition U.K.

غزہ میں اڑتالیس گھنٹوں کے دوران سات فلسطینی شہید، 38 زخمی، شہداء کی تعداد 74 ہزار سے تجاوز کر گئی ص:02

Published from Birmingham (U.K.), India-Delhi, Mumbai, Lucknow, Dehradun

Volume No.04, Issue No.83, Sunday, 27 September 2026, 8 Pages

جلد نمبر (۴)، شمارہ نمبر (۸۳)، بروز اتوار، ۲۷ ستمبر ۲۰۲۶ء، ۱۴ ربیع الثانی ۱۴۴۸، ۸ صفحات

تجارتی پابندیاں اقتصادی دہشت گردی سے تعبیر

ایران - امریکہ تنازع میں اقوام متحدہ کردار ادا کرے: عباس عراقچی

نیویارک، (ایجنسی): ایران نے کہا کہ امریکی یکطرفہ پابندیوں کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ پائیدار ترقی کے لیے امن اور بین الاقوامی قوانین کے احترام کو مرکزی حیثیت دینا ضروری ہے۔ مہر خبر رساں ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق پابندیوں، جارحیت اور طاقت کے استعمال نے ان مشکلات میں مزید اضافہ کیا ہے، جس سے ترقی کے امکانات متاثر اور گزشتہ برسوں میں حاصل ہونے والی ترقی کے ثمرات بھی ضائع ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جنگ، دباؤ اور وسائل، ادویات، ٹیکنالوجی، تعلیم اور سائنسی تعاون کو محدود کرنے والی پابندیاں براہ راست ایرانی عوام کی روزمرہ زندگی کو متاثر کرتی ہیں۔ نے ایران کے خلاف امریکی اسرائیلی حملوں کی بھی مذمت کرتے ہوئے انہیں بین الاقوامی قانون اور اقوام متحدہ کے منشور کی واضح خلاف میں نشانہ بننے والی بعض جگہوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جنوبی شہر میناب کا ایک پرائمری اسکول، جہاں 168 طلباء شہید ہوئے، پاسچر

'آبنائے ہرمز کھولنے کیلئے پیش 7 روزہ منصوبے کی مدت اس وقت سے شروع ہوگی جب امریکہ اس منصوبے کو قبول کرے گا'

ایران کے وزیر خارجہ عباس عراقچی نے اقوام متحدہ کے ہیڈکوارٹر نیویارک میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آبنائے ہرمز کو دوبارہ کھولنے کے لیے پیش کیے گئے 7 روزہ منصوبے کی مدت اس وقت سے شروع ہوگی جب امریکہ اس منصوبے کو قبول کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر امریکہ کل ہی اس منصوبے کو قبول کر لے تو اس پر عملدرآمد اسی وقت سے شروع ہو جائے گا۔ ان کے مطابق ضروری اقدامات مکمل ہونے کی صورت میں اس عمل کو 4 یا 5 روز کے اندر پایہ تکمیل تک پہنچایا جا سکتا ہے، جس کے نتیجے میں چھٹے روز آبنائے ہرمز دوبارہ کھول دی جائے گی اور ساتویں روز امریکہ حتمی معاہدے کے لیے مذاکراتی عمل میں شامل ہو سکے گا۔ وزیر خارجہ نے بتایا کہ امریکہ کو جن اقدامات کی انجام دہی کرنا ہے، ان سے اسے پہلے ہی آگاہ کیا جا چکا ہے اور وہ ایک مفاہمتی دستاویز کا حصہ ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر امریکی حکومت سنجیدگی کا مظاہرہ کرے تو آبنائے ہرمز دوبارہ کھولنا ممکن ہے۔ عراقچی نے کہا کہ ایران ایک بار پھر بین الاقوامی قانون، اقوام متحدہ کے منشور اور سفارت کاری سے اپنی مضبوط وابستگی کا اعادہ کرتا ہے۔ یہ وابستگی جوہری معاہدے تک پہنچنے والے مذاکرات، اس معاہدے پر عملدرآمد اور گزشتہ دو برسوں کے دوران سفارتی کوششوں کے تسلسل میں واضح طور پر دیکھی جا سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایران کو امریکہ اور اسرائیل کی جانب سے جارحانہ اقدامات کا سامنا رہا، لیکن اس کے باوجود ایران نے سفارت کاری کے راستے کو ترجیح دی۔ امریکہ نے اس کے برعکس جارحیت، دھمکیوں، ٹارگٹ کلنگ، معاشی دباؤ اور بین الاقوامی قوانین سے کھلی بے اعتنائی کا راستہ اختیار کیا۔ وزیر خارجہ نے کہا کہ ایران کے خلاف امریکہ اور اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں 5 ہزار سے زائد افراد شہید ہوئے، جن میں سینکڑوں خواتین اور بچے شامل تھے۔ انہوں نے کہا کہ ایران کی اعلیٰ قیادت اور ملک کے بعض اعلیٰ سیاسی و عسکری عہدیداروں کو نشانہ بنانا بین الاقوامی قانون کی کھلی خلاف ورزی اور سنگین جرم تھا۔

عراقچی نے ان اقدامات کے عام شہریوں پر تباہ کن اثرات کو اقتصادی دہشت گردی قرار دیتے ہوئے اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا کہ وہ ایسی پابندیوں کے خلاف کھڑا ہو اور انہیں مکمل اور غیر مشروط طور پر ختم کرنے کا مطالبہ کرے۔ عراقچی ورزی قرار دیا۔ ان کے مطابق ان حملوں میں خواتین اور بچوں سمیت ہزاروں افراد شہید ہوئے اور شہری و اہم بنیادی ڈھانچے کو نقصان پہنچا، جس کے نتیجے میں شدید اقتصادی، سماجی اور ماحولیاتی نقصانات ہوئے۔ انہوں نے حملوں انسٹی ٹیوٹ ایران اور صوبہ فارس کے لامرد میں ایک کھیلوں کا مرکز بھی متاثر ہوا۔ عراقچی نے کہا کہ تعلیم، صحت اور امید کی نمائندگی کرنے والے ان مقامات کو خون، موت اور تباہی کے مناظر میں تبدیل کر دیا گیا۔

ایرانی وزیر خارجہ سید عباس عراقچی نے نیویارک میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے 81 ویں اجلاس کے موقع پر عالمی ترقیاتی اقدام کے اعلیٰ سطحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمی سطح پر ترقی پذیر ممالک بدستور غربت و بھوک، بڑھتی ہوئی نابرابری، قرضوں کے بڑھتے ہوئے بوجھ، مالی وسائل اور ٹیکنالوجی کی کمی اور ماحولیاتی چیلنجز کا سامنا کر رہے ہیں۔ عراقچی کے مطابق جنگوں، تحفظ پسندانہ پالیسیوں، یکطرفہ یکطرفہ اقدامات کے ماحول میں ترقی ممکن نہیں، جبکہ ترقی پذیر ممالک کو مزید رکاوٹوں کے بجائے مالی وسائل، ٹیکنالوجی، علم اور تعاون کی ضرورت ہے۔ ایرانی وزیر خارجہ نے ترقی پذیر ممالک پر سیاسی دباؤ کے لیے یکطرفہ پابندیوں کے مسلسل استعمال پر بھی تنقید کی اور کہا کہ ایران کئی دہائیوں سے ایسی پابندیوں کا سامنا کر رہا ہے جو حالیہ برسوں اور مہینوں میں مزید سخت ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ کی جانب سے تجارت، مالی

ہسپانوی شہر لیئیڈا میں عوامی مقامات پر برقع اور نقاب پر پابندی عائد کر دی گئی

میڈرڈ، (یو این آئی) اسپین کے مشرق میں

کاتالونیا علاقے کے شہر لیئیڈا کے عوامی مقامات پر خواتین کے چہرے ڈھانپنے والی نقاب اور برقع پہننے پر پابندی عائد کر دی گئی۔ لیئیڈا میونسپل کونسل نے 'شہری طرزِ عمل اور باہمی زندگی' کے ضوابط کو منظور کیا، جو چہرہ مکمل طور پر ڈھانپنے والے لباس، جیسے برقع یا نقاب کے استعمال پر پابندی عائد کرتا ہے۔ کتالونیا سوشلسٹ پارٹی (پی ایس سی) اور 'کتالونیا کے لیے اتحاد' کی مقامی حکومت کے حامل لیئیڈا میں منظورہ ضابطے کے تحت برقع اور نقاب پہننے کی خلاف ورزی کرنے والوں کو 400 سے 750 یورو تک جرمانہ کیا جائے گا۔ عبادت گاہیں یا ایسی دوسری جگہیں جہاں اس قسم کے لباس کی اجازت ہو، اس پابندی سے مستثنیٰ رکھی گئی ہیں۔ میئر فیلیکس لاروسا نے کہا کہ یہ فیصلہ لیئیڈا میں رہنے والی مسلم برادری کے رہنماؤں سے مشاورت کر کے کیا گیا، جہاں آبادی کا تقریباً 9 فیصد مسلمان ہے۔ برقع اور نقاب پر پابندی کا معاملہ یورپ میں ایک بار پھر اس وقت موضوعِ بحث بنا جب اٹلی کی وزیر اعظم جورجیا میلونی نے اس بارے میں بیانات دیے۔

غزہ میں اسرائیلی فوج کا بارود سے بھرا ڈرون اپنے ہی اہلکاروں پر گر کر پھٹ گیا، 2 صہیونی

غزہ، (ایجنسیاں): خود اپنے دام میں صیاد آ گیا کے مصداق غزہ میں حماس کے خلاف ملٹری دوران ہی نامعلوم وجہ سے فوجی چوکی کے اندر ہی گر گیا۔ جس پر فوجی اہلکار گرے ہوئے ڈرون کا

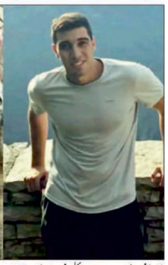

آپریشن کے دوران اسرائیلی فوج کا ایک چھوٹا دھماکا خیز ڈرون اچانک گر کر پھٹ گیا۔ ٹائمز آف اسرائیل کے مطابق فوجی ترجمان نے بتایا کہ یہ واقعہ غزہ کے شمالی علاقے میں قائم ایک فوجی چوکی پر پیش آیا تھا۔ دو اہلکار موقع پر ہی ہلاک ہو گئے۔ ہلاک ہونے والے فوجیوں کی شناخت 24 سالہ ماسٹر سارجنٹ ناداف کالی اور 23 سالہ ماسٹر سارجنٹ اوفیک موکلم کے نام سے ہوئی ہے۔ دونوں یروشلم بریگیڈ کی 7007 ویں بٹالین میں خدمات انجام دے رہے تھے۔ اسرائیلی فوج کے ترجمان نے بتایا کہ دونوں اہلکار 'اٹلف' نامی ایف پی وی ڈرونز آپریٹ کر رہے تھے اور ڈرون نے اپنا پہلا مشن کامیابی سے مکمل کر لیا تھا تاہم دوسری بار اڑان بھرنے کے معائنہ کرنے کیلئے اس کے قریب گئے اور اسے اٹھایا اور عین اسی وقت بارود سے بھرا یہ ڈرون زوردار دھماکے سے پھٹ گیا۔ دونوں اہلکار شدید زخمی ہو گئے اور بعد میں اسپتال میں دم توڑ گئے۔ واقعے کے بعد اسرائیلی فوج نے دھماکا خیز مواد لے جانے والے تمام چھوٹے ڈرونز کی پرواز عارضی طور پر روک دی ہے۔ چیف آف اسٹاف لیفٹیننٹ جنرل ایال زمیر نے واقعے کی مکمل تحقیقات کے لیے ماہرین پر مشتمل کمیٹی بھی قائم کر دی ہے۔ واضح رہے کہ اسرائیلی فوج کے اپنے تازہ اعداد و شمار کے مطابق غزہ میں 7 اکتوبر 2023 سے جاری جنگ میں 968 اسرائیلی فوجی مارے گئے ان میں سے 472 فوجی غزہ میں حماس سے دوبدو جنگ میں ہلاک ہوئے۔

ٹرمپ کو مڈٹرم انتخابات کیلئے مارشل لا نافذ کرنے کے مشورے ملنے لگے

واشنگٹن، (ایجنسیاں): امریکی اخبار 'وال اسٹریٹ جرنل' نے دعویٰ کیا ہے کہ صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے ایران کی 7 روزہ جنگ بندی کی تجویز مسترد کر دی ہے جبکہ مڈٹرم انتخابات کے لیے صدر ٹرمپ کو مارشل لا نافذ کرنے کے مشورے ملنے لگے۔ امریکی اخبار کے مطابق ٹرمپ نے اپنے معاونین سے کہا ہے کہ نومبر کے مڈٹرم انتخابات کے بعد ایران پر دوبارہ بمباری شروع ہو سکتی ہے۔

امریکی اخبار نے حکام کے حوالے سے بتایا کہ ٹرمپ کو یقین نہیں کہ تہران ان کے مطالبات تسلیم کرے گا۔ دوسری جانب امریکی میڈیا سی این این اور دی اٹلانٹک کی رپورٹس میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ٹرمپ کے بعض بیرونی مشیر انہیں آئندہ مڈٹرم انتخابات کیلئے مارشل لا نافذ کرنے اور وفاقی انتخابات پر کنٹرول حاصل کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ سی این این کے مطابق یہ مشیر انتخابات میں ڈیموکریٹس کی کامیابی کے امکان کے حوالے سے فکرمند ہیں۔ رپورٹس کے مطابق ٹرمپ کے بعض دیگر مشیر گزشتہ کئی ماہ سے انہیں انتخابات میں دھاندلی سے متعلق بے بنیاد نظریات سے دور رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں، تاہم بیرونی مشیروں کا ایک گروپ اس کے برعکس انہیں انتخابات پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے اقدامات کی ترغیب دے رہا ہے۔

دی اٹلانٹک کے مطابق ٹرمپ کے دیرینہ ساتھی اور وکیل پیٹر ٹکٹن نے مڈٹرم انتخابات کے دوران مارشل لا نافذ کیے جانے کے امکان کی بات کی ہے۔ تاہم یہ ٹرمپ انتظامیہ کی جانب سے اعلان یا باقاعدہ پالیسی نہیں بلکہ بیرونی مشیروں کی تجاویز اور دعوے ہیں۔

ایران کی 7 روزہ جنگ بندی کی تجویز مسترد

کانگو میں فوجی طیارہ گر کر تباہ، افسران سمیت 14 افراد ہلاک

مناسب رن وے دستیاب نہ ہونے کے باعث طیارہ ایک رہائشی علاقے میں حادثے کا شکار

کنشاسا، (ایجنسیاں): جمہوریہ کانگو میں ایک فوجی طیارہ حادثے کا شکار ہو گیا، جس میں کم از کم 14 افراد ہلاک ہوئے ہیں۔ حادثہ جمعہ کو کانگو کے شہر کینج میں پیش آیا۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق طیارہ کِک وِٹ سے راجدھانی کنشاسا جا رہا تھا کہ اسے فنی خرابی کا سامنا کرنا پڑا۔ پائلٹ نے کینج میں اترنے کی کوشش کی، تاہم وہاں مناسب رن وے دستیاب نہ ہونے کے باعث طیارہ ایک رہائشی علاقے میں گر کر تباہ ہو گیا۔ کانگو کی فوج کے مطابق ہلاک ہونے والوں میں دو اعلیٰ فوجی افسران بھی شامل تھے، جن میں فوجی عدالت کے سربراہ اور مسلح افواج کے آڈیٹر جنرل شامل ہیں۔ دیگر ہلاک شدگان میں فوجی اہلکار، وفد کے ارکان اور طیارے کا عملہ شامل تھا۔ حادثے میں زیادہ تر لاشیں بری طرح جل گئی تھیں، جس کے باعث شناخت کا عمل بھی مشکل ہو گیا۔ حادثے کی حتمی وجہ ابھی معلوم نہیں ہوئی اور حکام نے واقعے کی تحقیقات شروع کر دی ہیں۔ بعض مقامی رپورٹس میں ہلاکتوں کی تعداد 13 یا اس سے زیادہ بھی بتائی گئی تھی، لیکن کانگو کی فوج کی تازہ اطلاع کے مطابق تعداد 14 ہے۔

عالمی عدالت انصاف نے امریکی پابندیوں کا توڑ نکال لیا

اہم فائلیں ڈاؤن لوڈ اور پرنٹ کرنے کے علاوہ امریکی ٹیکنالوجی فراہم کنندگان پر انحصار کم کرنے، بینکاری، بیمہ، سفر اور دور سے کام کرنے کے متبادل انتظامات کا جائزہ

دی ہیگ، (ایجنسیاں): بین الاقوامی فوجداری عدالت نے کہا ہے کہ اس نے امریکی پابندیوں کے ممکنہ اثرات سے اپنے کام کو محفوظ رکھنے کے لیے اقدامات کیے ہیں۔ یہ پیش رفت صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی انتظامیہ کے ساتھ جاری کشیدگی کے دوران سامنے آئی ہے، جس کی بڑی وجہ اسرائیلی اور امریکی عہدیداروں کے خلاف عدالت کی تحقیقات اور کارروائیاں ہیں۔ عدالت کی خاتون نائب پراسیکیوٹر نزہت شمیم خان نے بتایا کہ ممکنہ نئی امریکی پابندیوں کے اثرات محدود کرنے کے لیے حفاظتی اقدامات کیے گئے ہیں اور ان کی تیاری تقریباً ایک سال سے جاری ہے۔ انہوں نے کہا کہ "قانون کو طاقت پر غالب آنا چاہیے" اور عدالت پابندیاں عائد ہونے کا انتظار نہیں کر رہی۔ ان کے مطابق عدالت کو نئی امریکی کارروائی کے بارے میں ابھی تک کوئی باضابطہ اطلاع نہیں ملی، تاہم ایسی پابندیوں کی اطلاعات موجود ہیں۔ ہیگ میں قائم عدالت نے اہم فائلیں ڈاؤن لوڈ اور پرنٹ کرنے کے علاوہ امریکی ٹیکنالوجی فراہم کنندگان پر انحصار کم کرنے، بینکاری، بیمہ، سفر اور دور سے کام کرنے کے متبادل انتظامات کا جائزہ لیا ہے۔ گذشتہ ایک سال کے دوران عدالت نے امریکی کمپنی مائیکروسافٹ کی خدمات سے جرمن پلیٹ فارم 'اوپن ڈیسک' کی طرف دفتری کام کی منتقلی شروع کی۔ گذشتہ سال عدالت کے ملازمین کو بتایا گیا تھا کہ اس کے 90 فی صد سے زیادہ آپریشنز امریکی ٹیکنالوجی نظاموں پر انحصار کرتے ہیں۔ عدالت نے بینکاری اور صحت بیمہ کے متبادل انتظامات بھی کیے ہیں، تاہم ان کی تفصیلات ظاہر نہیں کیں۔ ممکنہ رکاوٹوں سے نمٹنے کے لیے بعض ملازمین کو کئی ماہ کی تنخواہیں پیشگی بھی ادا کی گئیں۔ فروری 2025 میں ٹرمپ نے ایک انتظامی حکم جاری کیا جس کے تحت بین الاقوامی فوجداری عدالت کے بعض عہدیداروں پر پابندیاں عائد کی جا سکتی تھیں۔ وائٹ ہاؤس کے مطابق عدالت نے امریکا اور اسرائیل کے خلاف "غیر قانونی" اقدامات کیے تھے۔ حکم کے تحت متعلقہ افراد کے امریکی دائرہ اختیار میں آنے والے اثاثے منجمد کرنے اور عدالت کی تحقیقات میں معاونت کرنے والے بعض غیر ملکی افراد کو بھی نشانہ بنانے کی گنجائش رکھی گئی۔ تنازع نومبر 2024 میں مزید بڑھا، جب عدالت نے اسرائیلی وزیراعظم بنیامن نتن یاہو اور سابق وزیر دفاع یوآو گیلنٹ کے خلاف غزہ کی جنگ سے متعلق جنگی جرائم اور انسانیت کے خلاف جرائم کے الزامات پر گرفتاری کے وارنٹ جاری کیے۔ اسرائیل اور نتن یاہو نے الزامات اور عدالت کے دائرہ اختیار کو مسترد کیا، جبکہ واشنگٹن نے بھی امریکی اور اسرائیلی شہریوں پر عدالت کے دائرہ اختیار کو تسلیم نہیں کیا۔ بعد ازاں امریکہ نے عدالت کے بعض عہدیداروں، جن میں چار جج بھی شامل ہیں، پر پابندیاں عائد کیں۔ عدالت نے ان اقدامات کو مسترد کرتے ہوئے اپنی آزادی پر قائم رہنے کا اعلان کیا۔ امریکی پابندیوں کا اثر افراد کے اثاثے منجمد کرنے سے آگے بھی جا سکتا ہے، کیونکہ عالمی مالیاتی اور تکنیکی ادارے امریکی نظام اور کمپنیوں سے منسلک ہیں۔ اس خدشے کے باعث بعض ادارے عدالت کے ساتھ معاملات سے گریز کر سکتے ہیں۔ نزہت شمیم خان کے مطابق پابندی زدہ بعض عہدیداروں کو "حد سے زیادہ پابندیوں کی پابندی" کا سامنا کرنا پڑا، یعنی بعض اداروں نے امریکی پابندیوں کے تقاضوں سے بھی آگے بڑھ کر ان پر پابندیاں عائد کیں۔ ٹرمپ کی پہلی مدتِ صدارت میں بھی واشنگٹن نے افغانستان کی تحقیقات کے معاملے پر سابق پراسیکیوٹر فاتو بنسودا اور ایک دوسرے عہدیدار پر پابندیاں عائد کی تھیں، جنہیں جو بائیڈن انتظامیہ نے اپریل 2021 میں ختم کر دیا تھا۔ موجودہ کشیدگی میں عدالت کا موقف ہے کہ اس کا کام روم معاہدے پر مبنی ہے اور بیرونی دباؤ اس کی تحقیقات نہیں روک سکتا۔

اماراتی صدر نے نیتن یاہو کو 7 اکتوبر سے پہلے ہی حملے سے خبردار کر دیا تھا، نیویارک ٹائمز

واشنگٹن، (ایجنسیاں) نیویارک ٹائمز نے دعویٰ کیا ہے کہ متحدہ عرب امارات کے صدر شیخ محمد بن زاید آل نہیان نے ستمبر 2023 کے آخر میں اسرائیلی وزیراعظم بنیامین نیتن یاہو سے رابطہ کر کے انہیں بتایا تھا کہ حماس گروپ ایک بڑے حملے پر غور کر رہا ہے۔ نیویارک ٹائمز نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ اس بات کی تصدیق دو ایسے ذرائع نے کی جو یا تو اس گفتگو سے واقف تھے یا انہیں اس میں شامل شخص نے بریف کیا۔ اہم بات یہ ہے کہ ابتدائی طور پر یہ دعویٰ اسرائیلی اخبار ہآرتس نے شائع کیا تھا لیکن اس وقت نیویارک ٹائمز نے اسے آزادانہ طور پر تصدیق شدہ نہیں قرار دیا تھا۔ اب ٹائمز نے اپنے ذرائع کے ذریعے اس رابطے کی مزید تصدیق کی ہے۔ نیویارک ٹائمز کے مطابق یکم اکتوبر 2023 کو نیتن یاہو نے اعلیٰ اسرائیلی سکیورٹی حکام کے ساتھ غزہ کی صورتحال پر اجلاس کیا لیکن اجلاس کے منٹس میں اماراتی انتباہ کا ذکر نہیں تھا۔ 5 سابق اعلیٰ اسرائیلی سکیورٹی حکام نے بھی ٹائمز کو بتایا کہ یہ انتباہ سکیورٹی قیادت تک نہیں پہنچا تھا۔ اسی اجلاس میں بعض سکیورٹی حکام نے حماس کے رہنماؤں کے خلاف کارروائی کی تجویز دی، جبکہ رپورٹ کے مطابق نیتن یاہو نے غزہ میں کشیدگی کم رکھنے پر زور دیا اور سعودی عرب کے ساتھ ممکنہ سفارتی تعلقات کے عمل کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ظاہر کیا۔ تاہم نیتن یاہو اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ انہیں ذاتی طور پر اماراتی صدر کی طرف سے ایسا انتباہ ملا تھا۔ ستمبر کے اوائل میں نیویارک ٹائمز نے بھی اس دعوے کو اس وقت غیر مصدقہ قرار دیا تھا۔

اسرائیلی فوج جنوبی لبنان میں فاسفورس گولہ بارود کا استعمال کرتی ہیں: لبنانی میڈیا

بیروت، (یو این آئی) اسرائیلی افواج نے جنوب لبنان کے متعدد شہروں کو گولہ باری کا نشانہ بنایا، جن میں بعض حملوں میں فاسفورس گولے استعمال کیے گئے۔ لبنان کی سرکاری خبر رساں ایجنسی این این اے نے جمعہ کو رپورٹ کیا کہ توپ خانے کی فائرنگ نے نباتیہ ضلع کے زوطر الشرقیہ، میفدون اور نباتیہ الفوقا کے مضافاتی علاقوں کو نشانہ بنایا۔ ایجنسی کے مطابق نباتیہ الفوقا اور زوطر الشرقیہ پر دوبارہ ہونے والے حملوں میں فاسفورس گولے استعمال کیے گئے۔ توپ خانے کی فائرنگ نے تیر ضلع میں وادی زبقین اور حارس اور حداثہ کے مضافاتی علاقوں کو بھی نشانہ بنایا۔ دریں اثنا، لبنانی فوج کے ماہرین نے مجدل سلم اور الغندوریہ، جو مرجعیون اور بنت جبیل اضلاع میں واقع ہیں، میں دو نا پھٹنے والے اسرائیلی فضائی بم ناکارہ بنا کر انہیں محفوظ مقام پر منتقل کیا۔ لبنانی حکام کے مطابق، یہ گولہ باری مسلسل اسرائیلی حملوں کا حصہ ہے جن میں کم از کم 4,386 افراد ہلاک، 12,407 زخمی اور 1 ملین سے زائد افراد بے گھر ہو چکے ہیں۔ یہ حملے جون میں طے پانے والے ایک فریم ورک ڈیل کے باوجود جاری رہے۔

فلسطینی صحافیوں نے تمام تر مظالم اور حملوں کے باوجود دنیا تک سچائی پہنچانے کا فریضہ انجام دیا: خلیل الحیہ

غزہ: اسلامی تحریک مزاحمت 'حماس' کے سیاسی بیورو کے سربراہ خلیل الحیہ نے فلسطینی صحافیوں اور میڈیا کے غیور کارکنوں کو شاندار خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ انہوں نے دنیا بھر تک حقائق پہنچانے میں ان کے اس کردار کی بھرپور تحسین کی جو انہوں نے قابض اسرائیل کی طرف سے ہونے والے ہراس، خوف اور حملوں کے باوجود اور فلسطینی عوام کی تکلیفوں کو اجاگر کرنے کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے دے کر نبھایا ہے۔ خلیل الحیہ نے ہفتے کے روز جاری کردہ اپنے ایک بیان میں کہا کہ صحافیوں اور میڈیا کے اداروں سے وابستہ کارکنان نے حقائق کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا ہے۔ اس موقع پر انہوں نے صحافتی خاندان کے تمام شہداء اور زخمیوں کو یاد کیا اور تصویر اور الفاظ کے ذریعے مظلوموں کی آواز بننے پر ان کی قربانیوں کو سراہا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ فلسطینی صحافی ہمارے عوام کی توانا آواز اور قابض دشمن کی سفاکیت کے حقیقی عینی شاہد ہیں۔ انہوں نے اس عزم کو دہرایا کہ صحافیوں کو پیش آنے والے انتہائی کڑے حالات اور اداروں کو درپیش مشکلات کے باوجود حق کی ترسیل کا یہ سفر جاری رکھا جائے گا اور فلسطینی کاز کو ہمیشہ میڈیا کی سکرین پر زندہ رکھا جائے گا۔ خلیل الحیہ نے میڈیا کے شعبے سے وابستہ ان تمام شہداء اور زخمیوں کو خراجِ تحسین پیش کیا جو اس راہ میں لقمہ اجل بنے، اس اہم کردار کا اعتراف کیا جو صحافیوں نے دنیا کے سامنے واقعات کو دستاویزی شکل میں لانے کے لیے ادا کیا، خاص طور پر اس طوفانِ بلاخیز میں جہاں انہیں مسلسل قابض اسرائیل کے ہدف پر رہنا پڑا۔ انہوں نے اس امر کی تصدیق کی کہ صحافتی فرائض کی انجام دہی اور حقائق کی منتقلی دراصل میڈیا میں فلسطینی موجودگی کا ایک لازمی اور بنیادی حصہ ہے، ایسے وقت میں جب صحافی انتہائی جان لیوا حالات اور مسلسل خطرات کے سائے میں اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

خلیل الحیہ نے اس بات پر زور دیا کہ حق کی بازگشت کو زندہ رکھنا اور فلسطینی مسئلے کو ہر آن میڈیا کی دنیا میں نمایاں رکھنا انتہائی اہم ہے، جو دراصل ان تمام صحافیوں کی قربانیوں کا اعتراف ہے جنہوں نے ہر طرح کے خطرات اور جارحیت کے باوجود میدانِ عمل میں ڈٹ کر تصویر اور الفاظ کے ذریعے تاریخ رقم کی۔

غزہ میں اڑتالیس گھنٹوں کے دوران سات فلسطینی شہید، 38 زخمی، شہداء کی تعداد 74 ہزار سے تجاوز کر گئی

غزہ کی پٹی میں وزارت صحت نے اعلان کیا ہے کہ گذشتہ 48 گھنٹوں کے دوران سات فلسطینی شہید اور 38 دیگر زخمی ہو گئے ہیں۔ ان میں 6 نئے شہداء اور ایک سابقہ زخمی بھی دم توڑ گیا۔ یہ پٹی پر جاری قابض اسرائیل کی جارحیت کے تازہ ترین اعداد و شمار ہیں۔

وزارت نے اپنی روزانہ کی شماریاتی رپورٹ میں واضح کیا ہے کہ 11 اکتوبر سنہ 2025ء کو جنگ بندی کے نفاذ کے آغاز سے لے کر اب تک شہداء کی تعداد 1415 ہو گئی ہے، جبکہ زخمیوں کی تعداد بڑھ کر 4953 تک پہنچ گئی ہے، اس کے علاوہ 834 شہداء کے جسد خاکی بھی برآمد کیے گئے ہیں۔

رپورٹ کے مطابق غزہ کی پٹی پر قابض اسرائیل کی جارحیت کے آغاز سے لے کر اب تک مجموعی تعداد بڑھ کر 74 ہزار اور 16 شہداء، ایک لاکھ 75 ہزار اور 68 زخمیوں تک پہنچ گئی ہے۔

وزارت صحت نے بتایا کہ شہید کمیٹی کی طرف سے ڈیٹا کی تکمیل اور اس کی منظوری کے بعد، رواں ماہ کی 19 ستمبر سنہ 2026ء کو جاری ہونے والی آخری اپ ڈیٹ کے بعد سے مجموعی اعداد و شمار میں 81 شہداء کا اضافہ کیا گیا ہے۔ قابض اسرائیلی فوجیں جنگ بندی معاہدے کی خلاف ورزیوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں، آج 352 واں دن ہے، جبکہ اس کے ساتھ ساتھ غزہ کی پٹی کے مختلف علاقوں میں پے در پے خلاف ورزیاں اور تباہی پھیلانے کے اقدامات بھی جاری ہیں۔

ناجائز یہودی بستیوں میں کام کرنیوالے 11 ملکوں کی 214 کمپنیوں کی فہرست جاری

اسپین کی دو کمپنیوں کی ناجائز یہودی بستیوں سے علیحدگی کے بعد کینیڈا اور پرتگال کی 1-1 کمپنی بھی خود کو اس فہرست سے نکالنے کے اقدامات میں مصروف

نیویارک، (ایجنسیاں): اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے ادارے نے یہودی کمپنیوں میں قائم کردہ ان کمپنیوں کی 'اپ ڈیٹ' فہرست جاری کی ہے جو کسی نہ کسی صورت انسانی حقوق کے خلاف اسرائیلی کارروائیوں کا حصہ بنتی ہیں۔ ان میں فلسطینیوں کے گھروں کو مسمار کرنا، فلسطینیوں کی فصلوں اور زرعی زمین کو تباہ کرنا اور فلسطینی شہریوں کی غیر قانونی نگرانی بھی شامل ہے۔ ان کمپنیوں کا ناجائز یہودی بستوں میں قائم ہونا بجائے خود بین الاقوامی قانون سے متصادم ہے۔ کیونکہ بین الاقوامی قانون ان یہودی بستیوں کو ہی غیر قانونی اور ناجائز قرار دیتا ہے۔ اقوام متحدہ کی اس سلسلے میں سب سے پہلے فہرست 2020 میں سامنے لائی گئی تھی۔ البتہ ایک سال قبل سامنے لائی گئی فہرست عین غزہ جنگ میں شائع کی گئی تھی۔ تازہ ترین فہرست میں اسپین کی دو کمپنیاں اس فہرست سے خارج کر دی گئیں۔ کہ ان کمپنیوں نے اس جانب متوجہ کیے جانے کے بعد ناجائز یہودی بستیوں سے خود کو الگ کر لیا تھا۔ بتایا گیا ہے کہ جن ملکوں کی زیادہ تر کمپنیاں اس غیر قانونی ورکنگ کی فہرست میں اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن نے شامل کی ہیں ان میں کینیڈا، چین، فرانس، جرمنی، لکشمبرگ، ہالینڈ، پرتگال، امریکہ اور برطانیہ بھی شامل ہیں۔ تاہم کینیڈا اور پرتگال کی ایک ایک کمپنی نے بھی خود کو اس فہرست سے نکالنے کے اقدامات کیے ہیں۔ اور عالمی رائے عامہ کے ساتھ ساتھ کاروباری تقاضوں کے پیش نظر ایک اسرائیلی کمپنی نے بھی یہودی بستیوں سے نکال لیا ہے۔ البتہ بڑی تعداد میں اور بڑی بڑی کمپنیاں اب بھی اپنی روش پر قائم ہیں۔ ان میں مٹرولا سلیوشنز، ایئر بی این بی، بکنگ۔ کام، ٹرپ ایڈوائزر وغیرہ اب بھی ناجائز یہودی بستیوں سے ہی جڑی ہوئی ہیں۔ انسانی حقوق کمیشن کے سربراہ ترک وولکر نے کہا کہ ان کمپنیوں کو اس فہرست میں شامل کرنے کا مقصد انہیں انسانی حقوق کے حوالے سے یاددہانی کرانا ہے۔ مگر اسرائیل نے اقوام متحدہ کی اس فہرست پر مبنی رپورٹ کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ اقوام متحدہ کے مطابق یہ کمپنیاں انسانی حقوق کے لیے پیدا شدہ حالات میں کسی نہ کسی صورت میں حصہ دار بنی ہوئی ہیں۔ اس لیے یہ بھی ذمہ دار ہیں۔ ان کمپنیوں سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ یہ یقینی بنائیں گی کہ وہ انسانی حقوق اور بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی میں شامل نہیں رہی ہیں۔ خیال رہے اقوام متحدہ نے اپنی اس فہرست کو مکمل یا حتمی قرار نہیں دیا ہے۔ بلکہ یہ صرف ایک جائزہ ہے کہ ایک سال کے دوران اس سلسلے میں کیا مثبت یا منفی تبدیلی آئی ہے۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن کے مطابق یہ کمپنیاں دس نوعیت کے ایسے کاموں میں یا ان میں سے کسی ایک کا حصہ ہیں جو انسانی حقوق کے خلاف ہیں۔ نیز یہ یہودی بستیاں مشرقی یروشلم اور مغربی کنارے کے ان علاقوں میں قائم ہیں جن پر اسرائیل نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ اس سلسلے میں 381 کمپنیوں کا جائزہ لیا گیا۔ اگرچہ 596 کمپنیاں موجود تھیں لیکن سب کو اس جائزے کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ اسرائیل کا کہنا ہے کہ یہ اس کے خلاف سیاسی چال تھی تاہم ٹارگیٹ وہ صنعتی و تجارتی کمپنیاں بنائی گئیں ہیں جنہوں نے کوئی غلط کام نہیں کیا ہے۔

نیتن یاہو کی اقوام متحدہ آمد پر نیویارک میں احتجاج کرنے والے 103 مظاہرین گرفتار

نیویارک، (ایجنسیاں): اسرائیلی وزیراعظم بنیامین نیتن یاہو کے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کے موقع پر نیویارک میں مختلف احتجاجی مظاہرے کیے گئے جس کے دوران پولیس نے 100 سے زائد افراد کو گرفتار کر لیا۔ الجزیرہ کے مطابق امریکی شہر نیویارک میں جمعرات کو سیکڑوں مظاہرین نے اقوام متحدہ کے ہیڈکوارٹرز کے قریب دھرنا دیا اور سڑک کا ایک حصہ ٹریفک کیلئے بند کر دیا تھا اور پولیس سے مڈبھیڑ بھی ہوئی تھی۔ نیویارک پولیس نے بتایا کہ 103 افراد کو امن عامہ میں خلل ڈالنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا تاہم بعد ازاں تمام افراد کو رہا کر دیا گیا جبکہ مظاہرے کے منتظمین کا کہنا تھا کہ گرفتار ہونے والوں میں 9 منتخب عہدیدار اور انتخابی امیدوار بھی شامل تھے۔ یہ احتجاج یہودی تنظیم جیوش وائس فار پیس اور نیویارک ڈیموکریٹک سوشلسٹس آف امریکہ کی قیادت میں کیا گیا تھا جس میں منتظمین کے مطابق 400 سے زائد افراد شریک ہوئے تھے۔ احتجاج کے دوران مظاہرین نے غزہ میں جاری جنگ اور امریکہ کی جانب سے اسرائیل کو فوجی امداد کی فراہمی کے خلاف نعرے لگائے۔ مظاہرین نے اقوام متحدہ اور امریکی حکومت سے غزہ کی صورتحال پر مزید اقدامات کا مطالبہ کیا تھا۔ بعد ازاں فلسطینی یوتھ موومنٹ اور دی پیپلز فورم کے زیر اہتمام ایک الگ مارچ بھی کیا گیا جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی اور اقوام متحدہ کے ہیڈکوارٹرز کی جانب مارچ کیا۔

مسجدِ اقصیٰ کو غیر معمولی خطرات لاحق، فلسطینی، عرب اور اسلامی دنیا فوری اور ہنگامی اقدامات کرے: خالد مشعل

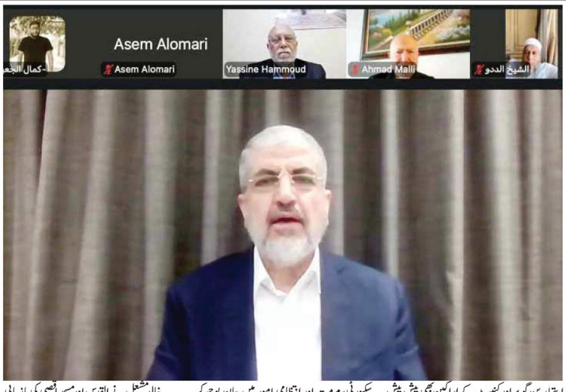

غزہ: اسلامی تحریک مزاحمت 'حماس' کے بیرونِ ملک امور کے سربراہ خالد مشعل نے خبردار کیا ہے کہ بابرکت مسجدِ اقصیٰ کو اس وقت غیر معمولی اور سنگین خطرات کا سامنا ہے، ان کا کہنا ہے کہ قابض اسرائیل القدس اور مسجدِ اقصیٰ پر اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے وہاں نئے مذہبی، انتظامی اور مکانی حقائق مسلط کرنے کے ناپاک عزائم رکھتا ہے۔ انہوں نے ان تمام حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے فلسطینی، عرب اور اسلامی سطح پر ایک غیر معمولی اور بھرپور لائحہ عمل اپنانے پر زور دیا۔

خالد مشعل کے یہ خیالات 'القدس انٹرنیشنل' اور 'عالمی اتحاد برائے نصرت القدس و فلسطین' کی طرف سے منعقدہ ہنگامی اجتماع بعنوان »مسجدِ اقصیٰ کی نصرت اور جارحیت کا مقابلہ« میں سامنے آئے جہاں انہوں نے صورتحال سے نبرد آزما ہونے کے لیے چار اہم ترین حکمت عملیوں (اسٹریٹیجیز) کا خاکہ پیش کیا، جن میں عسکری مزاحمت، فلسطینی عوامی تحریک، عرب اور اسلامی دنیا کی اجتماعی بیداری اور سرکاری سطح پر اقدامات شامل ہیں۔ خالد مشعل نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ مسجدِ اقصیٰ اس وقت ایک دوراہے پر کھڑی ہے، انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ان تمام پیش رفت کو محض چند متفرق دھاووں یا حملوں کے طور پر نہیں دیکھا جانا چاہیے، بلکہ یہ مسجد پر مکمل کنٹرول حاصل کرنے اور اس کی شناخت اور نظم و نسق کو یکسر بدلنے کے ایک مربوط سلسلے کا حصہ ہیں۔

مسجدِ اقصیٰ کو نشانہ بنانے والے بڑھتے اقدامات

حماس کے رہنما نے ایسے متعدد اقدامات کی نشاندہی کی جو اس مرحلے کی سنگین نوعیت کو بے نقاب کرتے ہیں، جن میں رواں برس کے دوران مسجدِ اقصیٰ کو پورے چالیس دن تک مکمل طور پر بند رکھا جانا، دھاووں کے اوقات میں وسعت لانا، زمانی تقسیم کے بعد اب مکانی تقسیم مسلط کرنے کی کوششیں شامل ہیں، جسے انہوں نے مخصوص اوقات میں نمازیوں کو باہر نکال کر عملی جامہ پہنانے کی کوشش قرار دیا۔ خالد مشعل نے مسجد کے متعدد بنیادی مقامات کو خالی کرانے کا بھی ذکر کیا، جن میں مشرقی حصے میں واقع قبہ امام غزالی، دار الحدیث الشریف اور باب رحمت کا مصلیٰ شامل ہیں، اس کے علاوہ شمالی صحن میں قبہ سلیمان اور مغربی صحن میں قبہ موسیٰ کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے مسجد کے جنوبی علاقے سلوان میں جاری کھدائیوں کے ساتھ جوڑا۔ ان کا ماننا تھا کہ ان تمام اقدامات کا بنیادی مقصد 144 دونم پر پھیلے ہوئے مسجدِ اقصیٰ کے رقبے کو محدود کرنا اور اس کے اندر حصوں کی تقسیم کرنا ہے اور انہوں نے خبردار کیا کہ یہ سب کچھ الخلیل کے مسجدِ ابراہیمی جیسے سیاہ باب کو دہرانے کی ایک سوچی سمجھی سازش ہے۔

نئی رسومات اور اوقاف کے انتظامی معاملات میں کھلی مداخلت

خالد مشعل نے اس بات کی طرف بھی توجہ مبذول کرائی کہ مسجد کے اندر اب یہودی مذہبی رسومات میں استعمال ہونے والی اشیاء، بشمول بوق اور کتابیں، دندناتے ہوئے داخل کی جا رہی ہیں اور صحنوں کے اندر ان کا استعمال ایک معمول بنایا جا رہا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ نام نہاد ہلاک کی بربادی کی یاد میں 4288 یہودی آبادکاروں نے مسجدِ اقصیٰ پر دھاوا بولا، جس میں انتہا پسند صہیونی وزیرِ سکیورٹی ایتمار بن گویر اور کنیسٹ کے اراکین بھی پیش پیش تھے، اس طرح کی سرگرمیوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قابض سرکار ان تمام حملوں کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ انہوں نے قابض دشمن پر یہ الزام عائد کیا کہ وہ اردن کی وزارتِ اوقاف کے ماتحت چلنے والے بیت المقدس کے محکمہ اوقافِ اسلامی کے فرائض کو معطل کرنے کی مذموم کوششیں کر رہا ہے، جس کے تحت ملازمین اور محافظوں کو زبردستی دور رکھا جا رہا ہے اور سکیورٹی، مرمت اور انتظامی امور میں جان بوجھ کر رکاوٹیں کھڑی کی جا رہی ہیں تاکہ اس کی جگہ قابض انتظامیہ کو مسلط کیا جا سکے۔ اسی تناظر میں خالد مشعل نے امریکہ کی طرف سے القدس اور اقصیٰ کے حوالے سے اسرائیلی مذہبی بیانیے کی کھلم کھلا حمایت کو بھی ہدفِ تنقید بنایا، اور کہا کہ اس سے قابض عناصر کے حوصلے مزید بلند ہو رہے ہیں۔

پہلی حکمت عملی: مزاحمت اور جہاد

خالد مشعل نے القدس اور مسجدِ اقصیٰ کی بازیابی اور فلسطین کی آزادی کے لیے »مزاحمت اور جہاد« کی حکمت عملی کو تمام اقدامات میں سرفہرست رکھا۔ انہوں نے خطے کے سربراہانِ مملکت اور علماء سے پرزور اپیل کی کہ وہ القدس اور اقصیٰ کے تئیں اپنے تاریخی فرائض کو سمجھیں، کیونکہ تنہا فلسطینی عوام اس بھاری بوجھ کو اٹھانے کی سکت نہیں رکھتے۔ اس موقع پر انہوں نے غزہ کی پٹی، مغربی کنارے، مقبوضہ بیت المقدس اور سنہ 1948ء کے مقبوضہ علاقوں میں دی جانے والی عظیم قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ان خطوط پر جاری خونریز جنگ، تباہی اور جبر نے امتِ مسلمہ کی ذمہ داریوں کو کئی گنا بڑھا دیا ہے۔

دوسری حکمت عملی: عوامی مزاحمت اور رباط

خالد مشعل نے زور دے کر کہا کہ دوسری حکمت عملی فلسطین کے اندر عوامی مزاحمت کو جلا بخشنا ہے، جس کی صورت رباط کرنا، نمازیں ادا کرنا، مسجدِ اقصیٰ کی طرف جوق در جوق سفر کرنا اور اگر قابض فوج وہاں تک پہنچنے سے روکے تو پرانے شہر کے دروازوں اور گلیوں میں ہی نمازیں قائم کرنا ہے۔ انہوں نے مغربی کنارے، القدس اور 1948ء کے علاقوں کے باسیوں کو درپیش کڑے حالات کا اعتراف تو کیا، لیکن ساتھ ہی اس عزم پر زور دیا کہ تمام تر جاری جنگوں اور بحرانوں کے باوجود اس احتجاجی اور دفاعی سلسلے کو ہر ممکن طریقے سے جاری رکھا جائے تاکہ مسئلہ فلسطین ہمیشہ زندہ رہے۔

تیسری حکمت عملی: عرب اور اسلامی بیداری

خالد مشعل نے اپنی تیسری حکمت عملی کے تحت عرب اور اسلامی دنیا کے عوام سے پرزور اپیل کی کہ وہ ایک بار پھر بیدار ہوں، اور علماء، سیاسی جماعتوں اور مختلف تنظیموں کے قائدین سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ القدس تمام مسلمانوں، عیسائیوں اور اس امت کے تمام طبقات کا سانجھا مسئلہ ہے۔ انہوں نے پکار لگائی کہ ہمیں میدانوں کی طرف لوٹنا ہوگا، لاکھوں افراد کے جم غفیر کو سڑکوں پر آنا ہوگا، اور القدس، اقصیٰ، غزہ اور مغربی کنارے کی حمایت میں نئے سرے سے احتجاجی تحریک چلانے کے ساتھ ساتھ مالی امداد، فلاحی کاموں اور عوامی حاضری کے ذریعے اہل القدس کی پشت پناہی کرنی ہوگی۔

چوتھی حکمت عملی: سرکاری اور سفارتی سطح پر اقدامات: خالد مشعل نے چوتھی حکمت عملی کا رخ عرب اور اسلامی ممالک کے سربراہان کی طرف موڑا، اور ان سے اس کڑے وقت کے تقاضوں کے مطابق ہنگامی اور غیر معمولی اقدامات کرنے کا مطالبہ کیا، جن کی بنیاد تین محرکات پر ہونی چاہیے، پہلا فلسطین کے تئیں فرض کی ادائیگی، دوسرا قابض اسرائیل کے بڑھتے ہوئے خطرات کے خلاف اپنے ہی خطے کا دفاع اور تیسرا دنیا بھر میں بدلتے ہوئے عالمی عوامی رجحانات کا بھرپور فائدہ اٹھانا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ القدس اور اقصیٰ کے لیے اٹھنے والا ہر قدم دراصل ان ممالک کا اپنا دفاع ہے، بالخصوص جب قابض اسرائیل کی درندگی اور دھمکیاں اب ہر طرف پھیل چکی ہیں۔

غزہ کی پٹی اور اسیران کا مقدمہ ہدفِ اول

اپنی گفتگو کے اختتام پر خالد مشعل نے اس بات پر سختی سے زور دیا کہ مسجدِ اقصیٰ پر توجہ مرکوز کرنے کے ساتھ ساتھ غزہ کی پٹی کی مسلسل امداد کا سلسلہ بھی جاری رہنا چاہیے۔ انہوں نے جبری بے دخلی، ہتھیار ڈالنے کے منصوبوں، محاصرے کی تباہ کاریوں اور موسمِ سرما کی آمد پر خستہ حال عمارتوں کے گرنے کے خطرات سے خبردار کیا۔ انہوں نے اس امر پر بھی زور دیا کہ مغربی کنارے اور 1948ء کے علاقوں کے فلسطینیوں کی مشکلات اور قابض صہیونی عقوبت خانے میں قید اسیران کا مسئلہ ہماری توجہ کا مرکز ہونا چاہیے۔

Sahafat Urdu Daily Birmingham (U.K.) Web Edition, Published by Nagma Amir from Teddington Grove, Perry Barr, Birmingham B 42IRG U.K.
Proprietor and Group Editor: Aman Abbas, Resident Editor: Amir Mehdi, (Responsible for the selection of News) Bureau Chief: Nagma Amir, E-mail: naghmaamir@rediffmail.com, Mobile:+447897386368

امیر مہدی، برمنگھم، برطانیہ

۔۔شرح نما۔۔

طویل نیند کی راحت مجھے شجر نے دی
شجر کو پھولنا پھلنا مرے لہو نے دیا

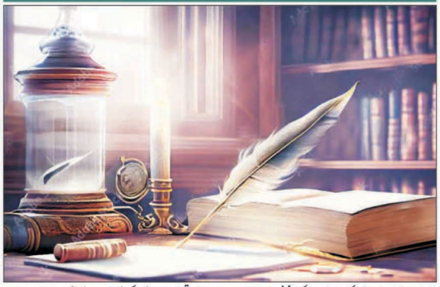

پروفیسر شہپر رسول کا یہ شعر حیات و ممات، فنا و بقا، ایثار و احسان اور انسان و فطرت کے باہمی تعلق کو نہایت سادہ، سلیس اور تہہ دار شعری پیکر میں پیش کرتا ہے۔ بظاہر شعر کی بناوٹ اور اس کی ساخت ایک نہایت سادہ بیانیے کی حامل ہے جس میں ایک شجر اور ایک انسانی وجود کے باہمی لین دین کا تذکرہ ہے۔ لیکن جب ہم اس کے معنوی آفاق میں اترتے ہیں تو یہ محض ایک درخت اور انسان کا قضیہ نہیں رہتا، بلکہ کائنات کے اس ازلی و ابدی نظامِ حیات کا استعارہ بن جاتا ہے جس میں مادے کی بقا، توانائی کی تبدیلی اور وجود کے دائرے کی حرکت کا فلسفہ پوشیدہ ہے۔

پہلے مصرعے میں "طویل نیند کی راحت مجھے شجر نے دی" میں شاعر نے جن لفظیات کا انتخاب کیا ہے، وہ اپنے اندر لغوی معنی کے ساتھ ساتھ استعارتی وسعت سمیٹے ہوئے ہیں۔ عام محاورے میں نیند سے مراد چند گھنٹوں کا وہ عارضی آرام ہے جو انسان کو دوبارہ تازہ دم کرنے کے لیے لازم ہوتا ہے، لیکن جب اس کے ساتھ "طویل" کی صفت شامل ہو جاتی ہے تو اس کا معنوی افق ابدی سکون، خاموشی اور بالآخر موت کے مفہوم کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ ادبی روایت میں موت کو اکثر ایک خوفناک اور وحشت ناک حقیقت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، لیکن یہاں شاعر نے اسے "طویل نیند کی راحت" کہہ کر اس کی ہیبت کو ایک لطیف اور پرسکون تجربے میں بدل دیا ہے۔ یہ طویل نیند انسان کے لیے کسی عقوبت کا نشان نہیں، بلکہ زندگی کے آلام اور دنیاوی ہنگاموں کے بعد ملنے والی ایک ایسی لازوال پناہ گاہ ہے جہاں پہنچ کر روح اور جسم تمام تر تھکن سے نجات پا لیتے ہیں۔

اس طویل نیند کی راحت کا فراہم کنندہ "شجر" ہے۔ شجر ادبی و فکری تاریخ میں محض لکڑی اور پتوں کے کسی جسمانی ڈھانچے کا نام نہیں، بلکہ یہ سایہ، پناہ، شادابی، تحفظ اور تسلسلِ حیات کا ایک قدیم اور محترم استعارہ ہے۔ انسان اپنی پیدائش سے لے کر آخری ایام تک درختوں کی چھاؤں، ان کے ثمرات اور ان کی شادابی کا محتاج رہتا ہے۔ شدید کڑی دھوپ میں سفر کرنے والا مسافر جب کسی گھنے درخت کے سائے میں بیٹھتا ہے تو اسے جو راحت ملتی ہے، وہ اس کی جسمانی تھکن کو دور کر دیتی ہے۔ یہاں شاعر اسی سائے کو قبر کی خاموش پناہ گاہ اور فطرت کے دامن سے تعبیر کر رہا ہے، یعنی انسان اپنی زندگی بھر جس فطرت کے مظاہر سے مستفید ہوتا رہا، بالآخر اپنی آخری آرام گاہ بھی اسی فطرت کی آغوش میں پاتا ہے۔ اس مصرعے کو پڑھتے ہی ایک محاکاتی تصویر ابھرتی ہے جہاں ایک وسیع و عریض شجر کے سائے میں ڈوبا ہوا ایک وجود ہے جو تمام تر فکروں سے آزاد ہو کر سو چکا ہے۔

اگر پہلا مصرع انسان کی جانب سے حاصل کی جانے والی عطاؤں کا اعتراف ہے، تو دوسرا مصرع "شجر کو پھولنا پھلنا مرے لہو نے دیا" اس احسان کے جواب میں انسان کی طرف سے دی جانے والی عظیم ترین قربانی اور ایثار کا بیان ہے۔ شاعر نے دوسرے مصرعے میں "شجر" کے ساتھ "پھولنا پھلنا" کا رابطہ قائم کر کے رعایتِ لفظی اور معنوی تلازمے کی ایک مضبوط زنجیر تشکیل دی ہے۔ درخت کا پھولنا شادابی اور جمال کی علامت ہے، جبکہ پھلنا اس بالیدگی کی تببین اور اس کی افادیت کا نقطۂ عروج ہے۔ شجر کی اس بالیدگی اور پھولنے پھلنے کے پیچھے جو طاقت کارفرما بتائی گئی ہے، وہ شاعر کا "لہو" ہے۔ عام طور پر درختوں کی آبیاری پانی سے ہوتی ہے، لیکن یہاں "لہو" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ لہو صرف خون کی سرخ بوندوں کا نام نہیں، بلکہ یہ انسانی زندگی کی حرارت، اس کی توانائی، اس کی تمام تر ریاضت اور اس کے وجود کا نچوڑ ہے۔ جب کوئی وجود اپنا لہو کسی شے کی نذر کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے وجود کی تمام تر زیست اس کی نشوونما کے لیے وقف کر رہا ہے۔

اس شعر کا سب سے اہم اور مرکزی معنوی پہلو وہ گہرا حیاتیاتی اور کائناتی فلسفہ ہے جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ انسان اپنی پیدائش سے لے کر اپنی موت تک زندگی کے ہر مرحلے میں پیڑ پودوں اور فطرت سے فائدے حاصل کرتا ہے۔ وہ شجر سے آکسیجن لیتا ہے، اس کے پھل کھاتا ہے، اور اس کے سائے میں بیٹھ کر راحت پاتا ہے۔ لیکن یہ رشتہ انسان کی موت پر ختم نہیں ہوتا، بلکہ ایک نیا روپ دھار لیتا ہے۔ جب انسان مر جاتا ہے اور اسے مٹی کے سپرد کر دیا جاتا ہے، تو اس کا جسمانی وجود خاک میں مل کر مٹی کا حصہ بن جاتا ہے۔ سائنسی اور طبیعیاتی نقطۂ نظر سے انسان کا جسم گل سڑ کر ان بنیادی کیمیائی عناصر اور نامیاتی مادوں میں تبدیل ہو جاتا ہے جو مٹی کی زرخیزی کا بنیادی سبب بنتے ہیں۔ مٹی میں ملنے والے یہ اجزا اور نامیاتی مادے دراصل درخت کی جڑوں کے لیے بہترین غذا اور کھاد کا کام کرتے ہیں۔ درخت کی جڑیں مٹی کے اندر سے انسان کے اسی تحلیل شدہ وجود اور اس کی مٹی سے غذائیت حاصل کرتی ہیں۔ یوں وہ لہو اور جسم جو خاک میں مل گیا تھا، درخت کی رگوں میں غذائی رس بن کر دوڑنے لگتا ہے، جس سے نئے پتے اگتے ہیں، کلیاں کھلتی ہیں اور پھل نمودار ہوتے ہیں۔

اسی حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے شاعر یہ کہتا ہے کہ عطا کا یہ عمل کبھی یک طرفہ نہیں تھا؛ اگر شجر نے مجھے طویل نیند کی راحت اور زندگی بھر کا سایہ دیا، تو میں نے بھی مرنے کے بعد مٹی میں مل کر اور اپنے وجود کا لہو دے کر اس شجر کو پھولنے پھلنے کی غذا فراہم کی۔ یہ کائنات کا وہ دائروی نظامِ حیات ہے جہاں کچھ بھی ضائع نہیں ہوتا۔ فنا دراصل عدم کا نام نہیں، بلکہ ایک صورت سے دوسری صورت میں منتقل ہونے کا نام ہے، جہاں ایک وجود کی فنا دوسرے وجود کی بقا کا سامان بنتی ہے۔

اس فکری بالیدگی کا ایک سحر انگیز پہلو یہ ہے کہ یہ ناامیدی اور یاسیت کے فلسفے کو سرے سے رد کر دیتا ہے۔ عمومی طور پر موت کا تصور انسان کو اداسی اور خوف میں مبتلا کرتا ہے کیونکہ انسان اسے اپنی ہستی کا مطلق اختتام سمجھتا ہے، لیکن اس شعر میں موت کو ایک عظیم تر زندگی کی شروعات اور ایک خوبصورت تبدیلی کے طور پر دیکھا گیا ہے۔ شاعر جب یہ کہتا ہے کہ میرے لہو نے شجر کو پھولنا پھلنا دیا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا وجود فنا ہونے کے بعد بھی مٹی میں مل کر درخت کا حصہ بن جاتا ہے اور اس کے پھولوں کی معطری اور پھلوں کی مٹھاس میں باقی رہتا ہے۔

شعر کی فضا اور اس کے مزاج میں ایک عجیب قسم کی حزن آمیز طمانیت محسوس ہوتی ہے۔ اس میں موت اور فنا کا تذکرہ ضرور موجود ہے، لیکن کسی قسم کا ماتم یا تلخی نہیں ہے۔ شاعر نے اپنے انجام کو نہایت خوش دلی اور تسلیم و رضا کے ساتھ قبول کیا ہے، جہاں یہ احساس پایا جاتا ہے کہ انسان نے فطرت سے جو کچھ حاصل کیا تھا، بالآخر اپنا وجود اس کے حوالے کر کے اس کا قرض ادا کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ شعر کا تاثر غم ناک ہونے کے باوجود قاری کو مایوسی کے اندھیروں میں نہیں دھکیلتا، بلکہ اس کے اندر ایک نرم اور خاموش امید جگاتا ہے۔

یہ شعر صرف ایک فرد اور درخت کی کہانی تک محدود نہیں رہتا، بلکہ اس کا علامتی نظام مختلف فکر انگیز زاویوں تک پھیلا ہوا ہے۔ ماحولیاتی تناظر میں یہ شعر انسان کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ فطرت کا آقا یا علیٰحدہ وجود نہیں ہے، بلکہ وہ اسی ماحولیاتی نظام کا ایک حصہ ہے۔ اگر انسان فطرت کا تحفظ کرے گا، تو فطرت بھی اسے اپنے سائے میں پناہ اور راحت فراہم کرے گی۔ اسی طرح نسلی اور تہذیبی تناظر میں "شجر" کسی قوم، تہذیب یا علم کی علامت بن سکتا ہے، جہاں انسانوں کی ایک نسل اپنا وقت، اپنی فکر اور اپنے جگر کا خون دے کر تہذیب کے شجر کی آبیاری کرتی ہے، اور پھر اس کے بعد آنے والی نئی نسلیں اس کے سائے میں بیٹھ کر راحت پاتی ہیں۔ تخلیقی نقطۂ نظر سے یہی شجرِ فن اور شاہکار کی علامت بن جاتا ہے، جہاں فنکار کا تخلیقی لہو جب شجرِ فن کی رگوں میں دوڑتا ہے تو اس پر معانی کے پھل لگتے ہیں۔

پروفیسر شہپر رسول کا یہ شعر فنی اعتبار سے روایتی اور جدید شعری خصوصیات کا ایک انتہائی متوازن اور کامیاب امتزاج ہے۔ شعر کی ساخت، اس کی بحر، اس کا آہنگ اور اس کی لفظیات قاری کو کلاسیکی شاعری کے مزاج سے قریب کر دیتی ہیں اور زبان انتہائی سادہ و سلیس ہے۔ لیکن اس روایتی قالب کے اندر جو فکر اور روح پھونکی گئی ہے، وہ دورِ حاضر کی جدید تر حسیت سے تعلق رکھتی ہے جس میں وجودیت، ماحولیاتی توازن اور مادے کے تسلسل کا جدید شعور موجود ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو یہ شعر اپنی ظاہری ساخت میں جتنا مختصر اور عام فہم ہے، اپنے معنوی اور فلسفیانہ امکانات کے اعتبار سے اتنا ہی وسعت پذیر ہے۔ انسان کا زندگی بھر پیڑ کے سائے اور نعمتوں سے فائدہ اٹھانا، اور پھر مرنے کے بعد مٹی میں تحلیل ہو کر اسی پیڑ کے لیے غذائیت فراہم کرنا، اس حقیقت کا ثبوت ہے کہ یہ کائنات باہمی ایثار اور احسان کے توازن پر قائم ہے۔ شاعر نے روایتی الفاظ اور کلاسیکی آہنگ کا سہارا لے کر ایک ایسا لازوال شعر تخلیق کیا ہے جو ادبی رسائل کے قارئین اور نقادوں کے لیے بیک وقت جمالیاتی لذت اور فکری دعوتِ فکر کا سامان فراہم کرتا ہے اور انسانی وجود کے ایک عظیم الشان کائناتی فلسفے کی مکمل ترجمانی کرتا ہے۔

☆☆☆

۔۔۔دو شاعر ایک زمین۔۔۔

غزل

اقبال عظیم، کراچی

وہ یوں ملا کہ بظاہر خفا خفا سا لگا
نہ جانے کیوں وہ مجھے پھر بھی باوفا سا لگا
مزاج اس نے نہ پوچھا مگر سلام لیا
یہ بے رخی کا سلیقہ بھی کچھ بھلا سا لگا
غبارِ وقت نے کچھ یوں بدل دیئے چہرے
خود اپنا شہر بھی مجھ کو نیا نیا سا لگا
گھٹی گھٹی سی لگی رات انجمن کی فضا
چراغ جو بھی جلا کچھ بجھا بجھا سا لگا
جو ہم پہ گزری ہے شاید سبھی پہ گزری ہو
فسانہ جو بھی سنا کچھ سنا سنا سا لگا
میں گھر سے چل کے اکیلا یہاں تک آیا ہوں
جو ہم سفر بھی ملا کچھ تھکا تھکا سا لگا
کچھ اس خلوص سے اس نے کہا مجھے اقبالؔ
خود اپنا نام بھی مجھ کو بڑا بڑا سا لگا

غزل

نذیر تبسم، پیشاور، پاکستان

رفاقتوں کے سفر میں گریز پا سا لگا
وہ بے وفا نہ سہی پھر بھی بے وفا سا لگا
نہ جانے کیسی اداسی دلِ تباہ میں تھی
جو اس پہ زخم کی صورت ترا دلاسا لگا
وہ جس کی زندہ دلی کے ہزار چرچے تھے
وہ تیری بزم میں کتنا بجھا بجھا سا لگا
یہ نارسائی بھی کتنی عجیب ہوتی ہے
سمندروں کا مسافر تھا اور پیاسا لگا
بس ایک لمحۂ رخصت کے پھیل جانے سے
میں اپنے آپ کو کتنا تھکا تھکا سا لگا
نظیرؔ ترکِ تعلق پہ دکھ نہ تھا لیکن
مجھے کسی کا رویہ ذرا برا سا لگا

☆☆☆

سید علی سجاد عابدی نثار سے ایک ملاقات

ڈاکٹر سبط حسن نقوی
صدر شعبۂ اردو، سینٹ جانس کالج، آگرہ

۸ ربیع الاوّل کے روز میری ملاقات بزازے میں مقیم رومی نواب صاحب سے ہوئی۔ ابھی ان سے ملاقات اور گفتگو کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ اچانک جناب علی سجاد عابدی نثار صاحب کی تشریف آوری ہوئی۔ ان کو دیکھتے ہی میری طبیعت باغ باغ ہو گئی، کیونکہ میں ایک عرصے سے ان سے ملنے کا مشتاق تھا مگر ان تک میری رسائی نہیں ہو پا رہی تھی۔ یہ اتفاقی ملاقات میری خوش بختی تھی یا قدرت کا کرشمہ، میں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور وقت ضائع کیے بغیر ان سے گزارش کی کہ میں ان کی شخصیت اور فنِ نثاری کے متعلق گفتگو کر کے قلم بند کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ سینہ قرطاس پر محفوظ ہو جائے۔ چونکہ جناب علی سجاد نثار صاحب فنِ نثاری کے آخری فنکار ہیں اور ان کے بعد اس فن کا کوئی دوسرا ماہر موجود نہیں ہے، نیز ان کی عمر بھی اب اسی (80) سال کے قریب پہنچ رہی ہے، لہٰذا میں اس فن کے رموز و حقائق کو انہی کی زبانی سمجھنا چاہتا تھا۔ میری مراد بر آئی؛ انہوں نے بغیر کسی گریز کے بلا تکلف گفتگو پر آمادگی ظاہر کر دی۔ میں ان سے سوالات کرتا رہا، کاغذ پر اشارے بناتا رہا، اور پھر انہی کے سامنے بول کر اسے مرتب کیا اور سنایا۔

اسی گفتگو کے دوران جب میں نے ان کے عروج کے دنوں کا ذکر چھیڑا، تو معلوم ہوا کہ نثاری کے بے مثل فنکار سید علی سجاد عابدی کا نام اگرچہ آج کی نسل کم جانتی ہے، مگر ایک زمانہ تھا کہ ان کی شہرت اور قبولیت کا عالم یہ تھا کہ جب وہ ایک مجلس سے اٹھ کر دوسری مجلس کی طرف گامزن ہوتے تھے، تو لوگ ان کے پیچھے اس طرح چلتے تھے جیسے پوری کی پوری مجلس ہی ان کے ساتھ حرکت کر رہی ہو۔ ایسا ہی منظر میں نے مولانا طاہر جارولی مرحوم کے ساتھ بھی دیکھا ہے، جہاں ایک خالی مکان میں ان کے قدم رکھتے ہی دیکھتے ہی دیکھتے مجمع یکایک بھر جاتا تھا۔ یہی مقبولیت علی سجاد صاحب کے حصے میں بھی آئی، اور نثاری چونکہ ان کا مخصوص فن ہے، لہٰذا یہ لفظ ان کے نام کا لازمی حصہ بن گیا۔

ان کے علمی و فنکارانہ مقبولیت کے پس منظر کو سمجھنے کے لیے جب میں نے ان کے خاندانی احوال دریافت کیے، تو انہوں نے بتایا کہ آپ کا تعلق اصل میں لکھنؤ سے ہے، مگر آبائی سلسلہ بلگرام (ہردوئی) کا سادات گھرانہ رہا ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام گوہر بیگم تھا اور آپ کا خاندان پانچ بھائیوں اور دو بہنوں پر مشتمل ہے۔ آپ کے دادا حکیم سید محمد جعفر صاحب لکھنؤ تشریف لائے اور اپنی حکمت سے شہر بھر میں زبردست شہرت حاصل کی۔ ان کے تجربے اور علاج سے لوگوں کو شفا حاصل ہوئی۔ برطانوی عہد میں جب انہوں نے انگریزوں کا علاج کیا اور انہیں افاقہ ہوا، تو انگریز حکمران ان کی حکمت سے بے حد متاثر ہوئے اور انہیں 19 روپے ماہانہ کی پنشن مقرر کی۔ اس زمانے میں جب عام ملازمین کی تنخواہیں ایک یا دو روپے ہوا کرتی تھیں، وہاں 19 روپے پنشن پانا ان کی عظمت و مرتبے کا روشن ثبوت ہے۔ حکیم صاحب کے دو بیٹے تھے: سید محمد عباس اور سید محمد سجاد۔ سید محمد عباس خاصے تعلیم یافتہ شخص تھے، جبکہ علی سجاد صاحب کے والد یعنی سید محمد سجاد صاحب بھی علم کے بے حد دلدادہ تھے۔ انھوں نے بھی زمانے کی روش کے مطابق تعلیمی اسناد حاصل کیں لیکن حسبِ خواہ تعلیم کے میدان میں اپنی جولانیاں دکھانے کا موقع انھیں فراہم نہیں ہوا۔ اس کی وجہ والد کا جلد انتقال تھا جس کے باعث خاندانی اور معاشی مشکلات کا بوجھ ان پر آ پڑا تھا۔

اسی معاشی تنگی اور خاندانی ذمہ داریوں کے باوجود، سید محمد سجاد صاحب نے اپنے پانچوں بیٹوں کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی اور رواج کے مطابق بیٹیوں کو بھی زیورِ علم سے آراستہ کیا۔ اس زمانے کے خاندانی و تہذیبی رواج کے مطابق ماں باپ بچوں کو شعر و شاعری خود یاد کراتے تھے، اور نانی و دادی داستان امیر حمزہ سنایا کرتی تھیں جس کو سن کر بچے خوابوں کی دنیا آباد کر لیتے تھے۔ اس تربیتی ماحول کے دو بڑے پہلو تھے: ایک طرف نانی دادی کی داستانوں سے بچے کے اندر فکشن نگاری، کہانی فہمی اور قصے کی طرف رغبت کا شعور پیدا ہوتا تھا، تو دوسری طرف والد کے مرثیے، نوحے، سلام اور غزلیں یاد کرانے اور تلفظ کی درست ادائیگی سے ذہن ایک خاص شاعرانہ آہنگ کو پکڑتا تھا، تاکہ شخصیت میں ہمہ جہتی برقرار رہے۔ والد صاحب خود مشکل کتابیں پڑھایا کرتے تھے۔ اس دور کے نثری شاہکار 'نوطرزِ مرصع' اور رجب علی بیگ سرور کی 'فسانۂ عجائب' بچے کے سامنے رکھ کر با آوازِ بلند پڑھواتے تھے تاکہ تلفظ ذہن میں بیٹھے اور اردو اضافتوں کے ساتھ پڑھنا آ جائے۔ پھر والد کی ترغیب پر مجلسوں میں ان سے پیش خوانی بھی کروائی جاتی تھی۔

اسی ابتدائی خاندانی تربیت نے آگے چل کر ان کے اندر منبر اور ذاکری کا شوق بیدار کیا، مگر علی سجاد صاحب بتاتے ہیں کہ وہ شروع میں صرف والد کے کہنے پر کبھی کبھار کچھ پڑھ دیتے تھے، باقاعدگی سے نہیں پڑھتے تھے۔ ان کے نثاری کے سلسلے کی حقیقی بنیاد بی جدن کی مسجد سے پڑی۔ بچپن میں انہوں نے استاد نجم الحسن نثار صاحب کی مجلس کا ایک پوسٹر دیکھا، جس پر لکھا تھا کہ وہ اپنے 'خصوصی انداز' میں مجلس کو خطاب فرمائیں گے۔ انہوں نے والد سے پوچھا کہ ذاکری میں یہ خصوصی انداز کیا ہوتا ہے؟ والد نے بتایا کہ وہ نثاری کرتے ہیں، جس میں نثر اور نظم کو ملا کر پڑھا جاتا ہے، اور یہ ان کا اپنا مخصوص انداز ہے جو کوئی اور نہیں پڑھتا۔ بی جدن کی مسجد مخدوش ہو کر کھنڈر بن چکی تھی، تو علی سجاد اور ان کے ہم عمر ساتھیوں نے اپنی کوششوں اور بزرگوں کی سرپرستی سے اس کی مرمت کی۔ مسجد کو آباد کرنے کے لیے طے ہوا کہ ہر جمعرات کو مجلس ہوگی۔ چونکہ والد مرثیہ پڑھاتے ہی تھے، لہٰذا علی سجاد نے وہاں مراثی پڑھنا شروع کیے۔ ایک دن انہوں نے کہا کہ میں نثری ذاکری کروں گا، تو بھائی نے منع کیا کہ اچھے خاص لوگ ہوتے ہیں، کہیں مذاق نہ بن جائے۔ مگر انہوں نے ضد کر کے مجلس پڑھی اور بے حد کامیاب رہے۔

اس پہلی نثری کامیابی کے بعد بھی صرف سادہ ذاکری سے ان کا شعری ذوق سیراب نہیں ہو رہا تھا، تو انہوں نے ذہن میں خاکہ بنایا کہ کیوں نہ نثری بیان کے بیچ میں مناسب اشعار شامل کیے جائیں! اگلی مجلس میں انہوں نے مرثیے کے بند اور سلام کے اشعار داخل کر دیے، جس کا انہوں نے خود بھی اور لوگوں نے بھی بڑا لطف لیا۔ والد نے مجلس کے بعد بتایا کہ اس فن کو نثاری کہتے ہیں اور اس کے استاد نجم الحسن نثار ہیں۔ اس بات نے اشتیاق پیدا کیا اور انہوں نے نجم الحسن نثار کی مجلس سنی تو ششدر رہ گئے۔ اب انہوں نے نجم الحسن نثار کو جذب کرنا شروع کیا۔ مولا علی علیہ السلام کا قول ہے کہ انسان جب کسی کی نقل یا پیروی کرتا ہے تو تدریجاً ویسا ہی بننے لگتا ہے۔ ان کے اندر بھی وہی فن بیدار ہونے لگا۔ اللہ نے انہیں بلا کا حافظہ دیا تھا، شعر فوراً یاد ہو جاتے تھے، اور کانوں میں داستانوں کی گونج نے قصہ گوئی اور بیانیہ سازی کو مضبوط کر دیا تھا۔ لوگ دیکھ کر کہنے لگے کہ لو صاحب، ایک چھوٹے نجم الحسن نثار پیدا ہو گئے۔

جیسے جیسے ان کی مقبولیت بڑھتی گئی ان کے فن پر توانائی آتی گئی۔ بی جدن کی مسجد کی مجلسوں میں زور پیدا ہوتا گیا۔ ان کے بہنوئی عابد حسین طباطبائی نے ان کی مجلس سنی تو مولانا سید علی نقی صاحب کی مسجد میں مجلس کی دعوت دے دی۔ نہ نکر کے بعد وہ تیار ہوا اور مجلس پڑھی۔ رمضان کے زمانے میں تحسین کی مسجد میں سید الملت وعظ دیا کرتے تھے اور مجلس بھی ہوتی تھی۔ ایک دن یہاں انہیں بھی موقع مل گیا اور مزے کی بات کہ مجلس میں آ گئے ہی نجم الحسن صاحب بھی بیٹھے تھے۔ وہ بتاتے ہیں کہ پہلے تو میں جھجکا پھر شروع ہو گیا۔ اس مجلس میں میں نے کوشش کی کہ نجم الحسن کی نقالی سے اجتناب کروں، لیکن عادت اور ریاضت اپنا جلوہ دکھاتی رہی۔ اس وقت علی سجاد صاحب محض پندرہ سولہ سال کے نوجوان تھے۔ نجم الحسن نثار صاحب اس نوعمر لڑکے سے بے حد متاثر ہوئے۔ ایک دن علی سجاد صاحب کھیل رہے تھے کہ نجم الحسن نثار صاحب نے انہیں بلایا، ستائش کی اور فرمایا کہ ہیرا تراشنے سے چمکتا ہے اور تجربے کاروں کی صحبت سے اس فن کو جلا ملتی ہے۔ علی سجاد صاحب کی تو دلی خواہش تھی کہ ان کی سرپرستی حاصل ہو جائے اب ان کو استاد خود بلا رہے تھے۔ علی سجاد اب ہر اتوار کو ان کے پاس جانے لگے اور استاد کی تعلیمات سے مستفید بھی ہوتے رہے۔ مگر یہ سلسلہ زیادہ دن نہیں چل سکا۔ نجم الحسن 55 سال (1967) کی عمر میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ شاگردی کا سلسلہ محض تین سال اور وہ بھی اتواروں میں بٹا ہوا رہا۔ اس قلیل مدت میں علی سجاد نے استاد کی روح کو اپنے قالب میں اتار لیا۔

نجم الحسن نثار کے انتقال نے اگرچہ ایک خلا پیدا کیا، مگر علی سجاد صاحب کی نثاری نے بہت حد تک اس خلا کو پُر کیا۔ اکبر حسین صاحب زرروز نے بلوچ پورہ میں امام باڑہ 'قصرِ حسینی' بنایا تھا (جس کے اخراجات کے لیے اکبر بلڈنگ بھی بنائی تھی)۔ قصرِ حسینی کی مرکزی مجلس، جو پہلے نجم الحسن نثار مرحوم پڑھتے تھے 1967 کے بعد علی سجاد نثار نے یہ فرائض اپنے کاندھوں پر اٹھائے اور اس خوبی سے اٹھائے کہ لوگوں نے تسلیم کر لیا کہ نثار صاحب اپنی جگہ جس کو بٹھا کر گئے ہیں، اس نے استاد کی کمی پوری کر دی ہے۔ چند ہی سالوں میں ان کا شہرہ ہو گیا۔

اسی دوران انھوں نے اپنی تعلیم بھی جاری رکھی، ابتدا میں ان کی رغبت سائنس کی طرف تھی، مگر مشغولیات اور زبان سے گہرے تعلق کی وجہ سے انہوں نے ایم اے اردو اور ایم اے سوشیالوجی کیا، لیکن ریسرچ میں نہیں گئے۔ 1982ء میں وہ ہندوستان چھوڑ کر دبئی چلے گئے اور معاشی طور پر اپنی باوقار حیثیت بنا لی۔ انہوں نے اپنے فن کو کبھی پیشے یا کاروبار کے طور پر نہیں برتا، بلکہ محض ثواب اور فن کی پاکیزگی کی طرح استعمال کیا۔ جب دبئی کے دولت مندوں نے اثر و رسوخ دکھایا اور نذرانوں کی پیشکشیں کیں، تو انہوں نے رد کرتے ہوئے کہا کہ مجھے ایسی دولت اور لفافوں سے رغبت نہیں، میں فن کے لیے جی رہا ہوں اور فن ہی کے لیے ہوں۔ انہوں نے اپنے معیار اور فن کے وقار پر کبھی سمجھوتہ نہیں کیا۔

ایک سوال ذہن کو پراگندہ کرتا ہے کہ اپنے فن کا تنہا فن کار اور شہرت کے آسمانوں پر قدم رکھنے والا ایک فن کار آج اتنا کیوں غیر معروف ہو گیا؟ اس سوال کا جواب انتہائی دردناک ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کربلا سے جڑا اور ذاکری کرنے والا شخص ظلم کے خلاف خاموش نہیں رہ سکتا۔ دبئی میں جب ان کے مالکان نے غیر قانونی دستاویزات پر دستخط کروانے چاہے، تو وہ مخالفت کرتے ہوئے عدالت گئے اور مقدمہ جیتے اگرچہ اس کے بعد انہیں جھوٹے مقدمات میں الجھا کر جیل بھی بھیج دیا گیا، مگر حق آشکار ہوا اور وہ بری ہوئے۔ ہندوستان واپسی کے بعد ان کی اہلیہ کا ایک دلدوز حادثے میں جل کر انتقال ہو گیا۔ اس سانحے کے بعد سسرال والوں نے اپنے ذاتی اغراض کے سبب شدید پریشان کیا، ایف آئی آر کروائی اور بچوں کو ان کے خلاف کر دیا۔ جب مخالفین نے وکلاء کو توڑنا شروع کیا، تو علی سجاد صاحب نے خود وکالت کا مطالعہ کیا، خود مقدمات لڑے اور ہائی کورٹ تک سے اپنا کیس جیت کر بے گناہی ثابت کی۔ اس دس پندرہ سالہ طویل محاذ آرائی میں مخالفین نے زہریلا پروپیگنڈا کیا کہ یہ ظالم ہیں، جس سے عام لوگ بدظن ہو گئے۔ جب انسان اتنے مقدمات اور مصائب میں گھرا ہو، تو ذہن کا فن سے ہٹ جانا فطری امر ہے۔

ان تمام خاندانی و عدالتی مصائب کے باوجود، ان کا تعمیراتی اور قومی جذبہ برقرار رہا۔ بچپن میں بی جدن کی مسجد کی طرح انہوں نے لکھنؤ میں نواب مصاحب الدولہ کی تباہ حال کربلا کو بھی درست کرنے کا بیڑا اٹھایا، جہاں قبریں بیچی جا رہی تھیں اور رات میں لوگ جاتے ڈرتے تھے۔ انہوں نے 10 سال صرف کر کے صفائی و مرمت کروائی، والد اور اہلیہ کے نام سے مجالس شروع کیں۔ مفاد پرستوں کی دھمکیوں کے باوجود وہ اس تعمیری کام پر جمے رہے۔ لیکن عیالی انتشار، بدنامی اور مسلسل صدمات نے ان کا وجود توڑ دیا۔ ایک زمانے میں وہ 105 کلوگرام کے لحیم شحیم، حسین و جمیل انسان تھے انہیں دیکھ کر بے ساختہ حضرت یوسف علیہ السلام کا خیال آیا کرتا تھا کہ وہ کیسے حسین ہوں گے! لیکن 22 اگست 2026ء کو جب میں نے انہیں دیکھا، تو صدمات کی وجہ سے ان کا وزن گھٹ کر محض 55 کلوگرام رہ گیا ہے اور صحت شدید متاثر ہو چکی ہے۔

سوانحی احوال کے بعد جب میں نے ان سے فنِ نثاری کی تاریخی جڑوں پر تبادلۂ خیال کیا، تو یہ بات سامنے آئی کہ تاریخی میں عزاداری کے احوال کے ساتھ جہاں روضہ خوانی اور کتاب خوانی کا تذکرہ ملتا ہے، وہاں مجالس میں 'نثاری' کے آغاز و ارتقاء پر بھی مواد ملتا ہے۔ عمومی تاریخی روایات کے مطابق فنِ نثاری کا بانی میر بلاقی کو قرار دیا جاتا ہے اور انہی سے یہ سلسلہ آگے بڑھا۔ شروعاتی دور میں نثاری تحریری شکل میں ہوا کرتی تھی۔ نثار اپنے مسودے اور کاپیاں لکھ کر لاتے تھے اور منبر پر بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ اس کی بنیادی ساخت میں نثر ہوتی تھی، اور نثر کی مناسبت سے ہی منظوم موزوں کلام، آیاتِ قرآنی، احادیثِ معصومین اور اقوال کا سہارا لیا جاتا تھا۔ میر بلاقی کے سلسلہ شاگردی میں میر فدا علی صاحب کا نام آتا ہے، جنہوں نے تحریری مسودہ دیکھ کر پڑھنے کی روایت کو ختم کر کے زبانی (حفظ) نثاری کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ سلسلہ آگے بڑھتا ہوا ابوالحسن صاحب اور ان کی اولاد میں استاد نجم الحسن نثار صاحب تک پہنچا، جو لکھنؤ کے سب سے بڑے نثار مانے گئے۔ اور انہی کے شاگرد سید علی سجاد عابدی نثار صاحب ہیں، جن پر نثاری کا یہ تاریخی سلسلہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔

تاہم، اس روایتی تاریخ سے ہٹ کر جب میں نے تحقیقی زاویے سے جائزہ لیا، تو معلوم ہوا کہ عمومی طور پر نثاری کی ابتدا کا سلسلہ میر بلاقی سے جوڑا جاتا ہے، مگر میری تحقیق کے مطابق یہ سلسلہ میر بلاقی سے شروع نہیں ہوا۔ اگرچہ تاریخ میں میر بلاقی کا نام ملتا ہے، لیکن ان کے حالاتِ زندگی یا کسی ایسے تحریری مسودے کا کوئی سراغ نہیں ملتا جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ انہوں نے اس قسم کی مجالس لکھیں یا لوگ ان کے مسودے پڑھا کرتے تھے۔ پروفیسر شبیہ الحسن نونہروی نے اپنے 'ڈی لٹ' کے مقالے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ فنِ نثاری کی حقیقی بنیاد 1794ء میں میرزا مغل نے رکھی۔ میرزا مغل کی لکھی ہوئی نثاری کی پہلی کتاب 'وسیلۃ النجات' (1794) کے نام سے لکھی گئی، جس میں قرآنی آیات، احادیث، نثر، اور نثر کی مناسبت سے مراثی و سلام کے بند شامل کیے جاتے تھے۔ 1798ء میں انہوں نے 'زادِ آخرت' اور 1914ء میں 'نثرِ ماتم' کے عنوان سے کتب مرتب کیں، جن کو نثاری کے نمونے کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ تمام نادر مسودات آج بھی راجہ صاحب محمود آباد کی لائبریری، رضا لائبریری رام پور (زادِ آخرت) اور مولانا آزاد لائبریری علیگڑھ (نثرِ ماتم) میں محفوظ ہیں۔

تاریخی زاویہ کے بعد جب نثاری کے فنی عمل اور استادی شاگردی کے طریقے پر بات ہوئی، تو استادِ فن سید علی سجاد عابدی نثار صاحب نے بتایا کہ انہوں نے اس فن پر کوئی گہرا نظریاتی تجزیہ کرنے کے بجائے اسے محض 'خداداد صلاحیت' اور اپنے استاد کے فن کے مشاہدے کا نتیجہ سمجھا ہے۔ استاد نجم الحسن نثار مرحوم فرماتے تھے کہ اگر منبر پر کوئی شعر بھول جائے، تو منبر ہی پر بیٹھ کر اسے یاد کرو! اگرچہ یہ بات بظاہر عجیب لگتی ہے، مگر اس سے نوآموز شاگرد کے اندر بلا کی تیاری اور حساسیت پیدا ہوتی ہے۔ تاہم فنِ نثاری کا حقیقی تقاضا یہ ہے کہ اگر کوئی بات بھول جائے، تو رکنے کے بجائے اتنی صفائی سے 'گریز' کیا جائے کہ سامعین کو پٹری بدلنے کا احساس تک نہ ہو۔

اسی فنی باریکی کو آگے بڑھاتے ہوئے انہوں نے وضاحت کی کہ نثاری میں قدم رکھنے کے لیے پانچ بنیادی خوبیاں لازمی ہیں: وسعتِ مطالعہ، زبان و ثقافت سے واقفیت، بلا کا حافظہ، سخن فہمی، اور منبر پر پیشکش کی جرات۔ نثار کبھی کسی معروف یا ایک ہی شاعر کا کلام اپنی مجلس میں متواتر نہیں پڑھتا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ تواتر کے سبب سامعین شعر کے خالق تک پہنچ سکتے ہیں اور ان کی توجہات منبر سے ہٹ جائے گی۔ مثال کے طور پر میر انیس کا معروف کلام مجلس میں شامل کیا تو سامع کے حافظے میں وہ زندہ ہو جائیں گے اور اس کا ارتکاز انتشار کا شکار ہو جائے گا۔ نثاری کی مجلس میں سامعین کی توجہ بٹنا سم قاتل ہے۔ ایک نثار اپنی مجلس میں کلام کو یوں پیش کرتا ہے گویا وہ اسی کا کلام ہو۔ اس کے لیے اسے 'سینے پر پتھر رکھ کر' اچھے لیکن عام کلام کو چھوڑنا پڑتا ہے اور گمنام کلیات میں اتر کر نایاب موتی ڈھونڈنے پڑتے ہیں۔ نثاری کی نثر سادہ نہیں ہوتی بلکہ شاعرانہ لذت سے پُر ہوتی ہے، اور سامعین ہمیشہ اس تجسس میں رہتے ہیں کہ نثر کا سحر کہاں ختم ہوگا اور نظم کی دنیا کہاں سے شروع ہوگی!

اس پوری تفصیلی گفتگو کے اختتام پر مجھ پر یہ حقیقت مکمل طور پر آشکار ہوئی کہ نثاری محض زبانی ذاکری نہیں، بلکہ عمیق مطالعے، غیر معمولی حافظے، اور ڈرامائی سحر انگیزی کا نام ہے۔ بدقسمتی سے یہ عظیم تہذیبی اور ادبی فن آج اپنے آخری سانسیں لے رہا ہے اور سید علی سجاد عابدی صاحب اس کے آخری پاسبان ہیں۔ علی سجاد نثار کی زبان میں اگر اس درد کو بیان کیا جائے تو کچھ یوں کہا جا سکتا ہے:

فن میرا سینے میں میرے دفن ہے
موت طبعی حادثہ بن جائے گی

☆☆☆

براہِ مہربانی
ادبی تصنیفات،
مضامین، افسانے، شاعری و
خط و کتابت وغیرہ درج ذیل
ای میل پر ارسال کریں:
urdusahafat@gmail.com
tazeen.rizvi66@gmail.com
امیر مہدی، برمنگھم۔ یوکے
(میگزین انچارج)

سلام نگاری میں خطرناک جدّت طرازی

(ماتمی انجمنوں کے حوالے سے)

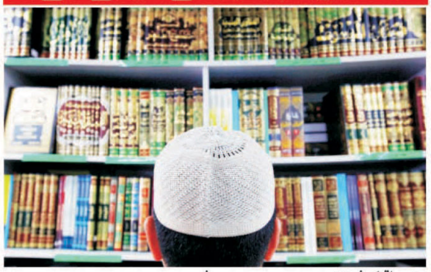

• خورشید رضا فتحپوری

حمد، نعت، منقبت، قصیدہ، سلام یہ وہ اصناف سخن ہیں جن کا شمار تقدیسی شاعری میں ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ "حمد" میں خالق کونین اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدح وثنا اُسکی خلاقیت، رزاقیت، قدرت کاملہ، رحمانیت، عظمت وبلندی وکبریائی کے مضامین نظم کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح نعت پاک جسکے موجد محسن اسلام حضرت ابوطالب پدرِ مولائے کائنات ہیں۔ اس صنف سخن میں خاتم المرسلین سید الانبیاء رحمۃ للعالمین، وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ثنا فضائل ومناقب کو نظم کیا جاتا ہے۔

قصیدہ اور منقبت کا تعلق مولائے کائنات حضرت علی، جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا ائمہ معصومین علیہم السلام اور آل محمد علیہم السلام کی مدح وثنا سے ہے۔ قصیدہ جب اپنے اجزائے ترکیبی (یعنی تشبیب، گریز، مدح، مدعا اور "دعا") کے ساتھ کہا جائے تو وہ اصل قصیدہ ہوتا ہے اور اگر محض مدح وثنا ہی کی جائے تو وہ منقبت کہلاتی ہے۔

عہد حاضر میں اجزائے ترکیبی کے ساتھ قصیدہ کہنے والے شعراء گنتی کے رہ گئے ہیں جسکی وجہ شعراء میں صلاحیتوں کی کمی کے ساتھ ساتھ شعراء وسامعین یا کتب بینی کرنے والوں کے پاس وقت کی کمی ہے۔ اُردو سے ناواقفیت اور دوری تو اپنی جگہ پر ہے ویسے بھی پڑھنے پڑھانے کا وقت شاذ ونادر ہی لوگوں کے پاس ہے۔

قصیدے اگرچہ دنیاوی شہنشاہوں، بادشاہوں، فرمارواؤں، حکمرانوں کی شان میں بھی کہے گئے مگر ان کو تقدیسی شاعری میں شمار نہیں کیا جاسکتا اسلئے کہ ایک تو یہ قصائد خاطی انسانوں کی مدح میں کہے گئے جن میں خوشامد خوری اور مبالغہ آرائی اور جھوٹ کی بہتات ہے۔ درباری شاعروں نے اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے جھوٹی تعریف میں آسمان کے قلابے ہلا دئے ہیں جنھیں پڑھکر اُن کی پروازِ فکر اور شعری صلاحیتوں کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہا جاسکتا مگر دل ودماغ کو سکون اور روح کو بالیدگی حاصل نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر اگر آپ ذوق دہلوی کا وہ قصیدہ پڑھیں جو انھوں نے آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے غسل صحت کے موقع پر کہا تھا جبکہ مغل حکومت لال قلعہ کے اندر سمٹ کر رہ گئی تھی بادشاہت نام کی رہ گئی تھی اُس وقت بھی انھوں نے بادشاہ کی جو تعریف کی ہے وہ اپنے آپ میں شاہکار ہے۔ جس کا مطلع ہے ؎

زہے نشاط اگر کیجئے اسے تحریر
عیاں ہو خامہ سے تحریر خامہ جائے صریر

غرضکہ دنیاوی افراد کی شان میں کہے گئے قصائد کو چھوڑ کر آل محمد علیہم السلام اور شہدائے کربلا کی شان میں جو قصائد ومنقبت نظم ہوتی رہی ہیں وہ سب کے سب تقدیسی شاعری کے تحت ہی آتے ہیں۔ اسلئے کہ ان قصائد ومنقبت میں جو ممدوحین ہیں وہ نفوس قدسیہ معصوم من اللہ وانفاس طاہرہ مطہرہ ہیں۔ لہٰذا ان میں پاک و پاکیزہ تخیلات اور حفظِ مراتب کا خیال رکھنا بھی واجب ہے۔

مدحیہ کلام کا سلسلہ بھی اپنی پوری تاب وتوانائی کے ساتھ جاری وساری ہے۔ مدحیہ کلام ورثائی کلام کہنے والوں کی ماشاء اللہ ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے ساتھ ساتھ نئی نسل کے اچھے شعراء پیدا ہوتے جارہے ہیں۔

اب جہاں تک بات اصناف سخن مرثیہ، سلام، نوحہ وماتم کی ہے تو ان کو بھی تقدیسی شاعری میں ہی شمار کیا جائے گا۔ مرثیہ کی طرح "سلام" بھی ایک مستقل ومضبوط صنف سخن ہے اور اسکی تاریخ بھی مرثیہ نگاری کی تاریخ کے شانہ بشانہ چلتی رہی ہے۔ "سلام" میں سید الشہداء حضرت امام حسینؑ اور اُن کے ۷۲ جاں نثاروں کے صفات وکمالات، دین داری، خداپرستی، پرہیزگاری، فداکاری، وفاشعاری، اخلاق ومروت، عبادت وریاضت، صداقت وایمان داری، جذبۂ قربانی، صبر واستقلال، استقامت، تحمل وتہور، خدا پر یقین کامل، محمد وآل محمد علیہم السلام سے محبت ومودت، احکام شریعت کی پاسداری، الفت قرآن وحدیث غرضکہ اسی طرح کے صفات حسنہ کے ساتھ ساتھ اُن کی جانبازی، شجاعت وبہادری کے مضامین نظم کئے جاتے ہیں اور شہادت کا بھی دردمندانہ بیان ہوتا ہے۔

چنانچہ تمام مرثیہ نگاروں نے مرثیہ کے ساتھ ساتھ "سلام" بھی نظم کئے ہیں۔ خدائے سخن مرزا سلامت علی دبیرؔ اور میر ببر علی انیسؔ نے بھی معرکۃ الآراء "سلام" نظم فرمائے کئی سلام تو مشہور عالم ہوئے جو سوزخوان حضرات آج تک پڑھتے ہیں۔ مثلاً

شبیہیں امام زماں کھینچتے ہیں
تصور میں تصویر جاں کھینچتے ہیں

انیس کے سلام کا ایک اور شعر ہے ؎

بنا کے شکل مجاہد کی لے چلے شبیرؑ
الٹ دیا علی اصغرؑ کی آستینوں کو

غرضکہ مرثیہ نگاری کے ساتھ ہی سلام نگاری کا یہ سلسلہ برق رفتاری کے ساتھ آگے بڑھتا رہا۔

اگر ہم اپنی اوائل عمری کی بات کرتے ہیں جب میری عمر ۱۵/۱۶ سال کی رہی ہوگی اُس وقت شہر عزا لکھنؤ کے افق پر جو شعراء ستاروں کی طرح چمک رہے تھے اُن میں جناب انور نواب صاحب انورؔ لکھنوی، جناب سالکؔ لکھنوی، ماہرؔ لکھنوی، منظرؔ لکھنوی، نہال رضوی، حکیم شاربؔ لکھنوی، سرکار آغا صاحب، انورؔ رائے بریلوی، مرزا تصدق حسین شہیدؔ لکھنوی، اکملؔ لکھنوی، خردؔ فیض آبادی، ناصرؔ لکھنوی، تجسسؔ اعجازی، سید احمد حسین رضوی عرف بابو صاحب، بی۔ اے۔ حاصلؔ لکھنوی، رفعتؔ لکھنوی، صداؔ لکھنوی، ڈاکٹر مصطفیٰ فطرتؔ لکھنوی، دلاورؔ لکھنوی کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ ان میں سے کئی حضرات ماتمی انجمنوں سے وابستہ تھے۔ ان سبھی نے سلام اور نوحے کثرت سے کہے۔ ان سے قبل جناب صدرؔ اجتہادی اور حسینی شاعر فضلؔ لکھنوی کا نام بھی فخر کے ساتھ لئے جانے کے قابل ہیں۔ ان سبھی شعراء نے تقریباً صنف سلام میں طبع آزمائی کی اور شہرۂ آفاق سلام کہے۔ حضرت نہالؔ رضوی کے ایک سلام کا مطلع اور ایک شعر یاد آرہا ہے ؎

اسلام پہ احسان حسینؑ ابن علی ہے
مولانے جلائی ہے تو یہ شمع جلی ہے
کہنے کو سبھی کہتے ہیں اپنے کو مسلماں
جنت میں وہی جائے گا جو پنجتنی ہے

یہ وہ سلام ہے جو بلا تفریق پوری دنیا میں پڑھا گیا۔ ہندوستان کے گاؤں گاؤں میں پڑھا گیا۔

اب بات سلام میں نظم کرنے والے مضامین کی ہے تو "سلام" کا میدان بھی بہت وسیع ہے۔ اس میں اسلامی تاریخ کے تقریباً سبھی واقعات نظم کئے جاتے رہے ہیں مثلاً بعثت رسولؐ، خانہ کعبہ میں مولا علیؑ کی ولادت باسعادت کا ہونا، بت شکنی، دعوتِ ذوالعشیرہ، معراج النبی، واقعۂ غدیر، ابرہا کا واقعہ، ہجرت مکہ سے مدینہ، نزول آیاتِ قرآنی، احادیث نبوی وغیرہ وغیرہ کے علاوہ اسلامی جنگوں میں فتوحات کا ذکر بڑے شدّومد کے ساتھ نظم کئے گئے۔ جن سے صنف "سلام" میں رزمیہ انداز بھی پیدا ہوگیا غرضکہ رزم وبزم سبھی طرح کے اشعار نے سلاموں میں جگہ پائی مگر نسبتاً رزمیہ اشعار زیادہ مقبول عام ہوئے۔

حضرت سالکؔ لکھنوی نے تو جنگ خندق وخیبر وغیرہ کی ترجمانی اپنے اشعار میں بڑے پُروقار انداز اور گھن گرج کے ساتھ کی ہے۔ اُن کے سلام اتنے مقبول ہوئے کہ آج تک فرمائش کی جاتی ہے اور سامعین کو اُن میں وہی تازگی محسوس ہوتی ہے جو ۶۰ سال پہلے تھی یہی وجہ ہے کہ انجمن رونق دین اسلام کوئی نیا کلام پڑھ ہی نہیں رہی ہے۔ سالکؔ لکھنوی کا کلام ہی اُن کا سرمایہ ہے۔ ایک مشہور زمانہ سلام کا ایک مطلع اور ایک شعر ملاحظہ ہو۔

تھیں عشق علیؑ میں رسن ودار سے باتیں
کیا کرتی اجل میثم تمار سے باتیں
ہر جنگ میں تلوار تو خاموش رہی ہے
خیبر میں ہوئیں حیدرؑ کرار سے باتیں

یہاں مجھے راجہ صاحب محمود آباد کے ایک سلام کے کچھ اشعار یاد آرہے ہیں جو آج بھی ریاست عالیہ محمود آباد وبلہرہ کے سوزخواں حضرات ایام عزا کی مجالس میں پڑھتے ہیں اور داد وتحسین حاصل کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

راستہ حق کا ہوا ہی کرتا ہے اکثر نیا
دیکھ لو دیوار کعبہ میں بنا اک در نیا
خم کا میداں دستِ مرسل جام بلّغ دورِ مے
میرا میخانہ نیا ساقی نیا ساغر نیا
حق پہ تکیہ فرش احمدؐ شام ہجرت اور علیؑ
سونے والا ہے نیا تکیہ نیا بستر نیا

مذکورہ بالا اشعار میں خانۂ کعبہ میں مولائے کائنات کی ولادت باسعادت غدیر اور شام ہجرت کا ذکر کیا گیا ہے۔

سوزخوانی میں پڑھے جانے والے کچھ اشعار مزید ملاحظہ فرمائیں

حیراں ہیں فاطمہؑ کہ حرم میں کدھر سے آئیں
دیوار کہہ رہی ہے کہ بی بی ادھر سے آئیں
اوروں کے واسطے ہے کہ آئیں تو در سے آئیں
لیکن جو اہلبیتؑ ہیں چاہے جدھر سے آئیں

دیگر

تو اپنے ایک جام پہ نازاں ہے ساقیا
چودہ پلانے والے ہیں پروا ہے مجھکو کیا
بتلائے دے رہا ہوں میں میخانوں پتہ
بطحا و کاظمین و خراسان و سامرہ
خورشید مدعا مرا برج شرف میں ہے
اک کربلا میں اک مرا ساقی نجف میں ہے

یہ تمام تمہیدی گفتگو میں نے اسلئے کی ہے کہ باذوق قارئین جو ماشاء اللہ خود ہی باصلاحیت ہیں اُن پر یہ اور بھی واضح ہوجائے کہ "سلام نگاری" کا میدان کسقدر وسیع ہے۔ جس میں ساری اسلامی تاریخ سمائی ہوئی ہے۔

اب چونکہ رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ تبدیلی قانون فطرت ہے لہٰذا زبان وادب اور اصناف سخن میں بھی تبدیلی ناگزیر تھی چنانچہ گذشتہ نصف صدی سے "سلام" میں جہاں نئی نئی تخیلیں شامل ہوئیں وہیں بندش الفاظ اور آہنگ میں بھی تبدیلی نظر آئی۔ ہندوپاک میں جدید لب ولہجے کے شاعروں نے قدامت پرستی سے انحراف کرتے ہوئے نئے رنگ وآہنگ میں سلام کہے۔ ان میں پاکستان میں افتخار عارف کو جدید شعراء کا آئیڈیل کہا جا سکتا ہے۔ ہندوستان میں جناب عرفانؔ صدیقی، سرور نواب سرورؔ لکھنوی، نظرؔ عسکری موہانی، کاظمؔ جرولی، فاضلؔ لکھنوی، ناصرؔ جرولی کے نام سرفہرست ہیں۔

عرفان صدیقی کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔

بدن کے نقرئی ٹکڑے لہو کی اشرفیاں
ادھر سے گزرا ہے ایسے خزانے والا کون
ملی ہے جان تو اس پر نثار کیوں نہ کروں
تو اے بدن مرے رستے میں آنے والا کون

نظر عسکری کا شعر ہے

فراز طور پست ہے نشیب قتل گاہ سے
وہ طور تھا کلیم کا یہ طور ہے حسینؑ کا

رضوانؔ عرفی، ذیشانؔ لکھنوی، شانؔ عابدی، بلالؔ نقوی، فیضانؔ جعفر، انجم غدیری، حیدرؔ رضا، قنبر نقوی، طیب عباس، تاجؔ لکھنوی، یاور ناکوی، تنویر نگروری، انیس الحسن نقوی کے نام بھی جدید شاعری کے لحاظ سے قابلِ ذکر ہیں۔

اگرچہ مدحیہ شاعری اور رثائی شاعری (سلام نگاری) میں روایتی انداز میں موجودہ بڑے شاعروں کا ذکر کیا جائے تو ان میں اعجازؔ زیدی، نیرؔ مجیدی، حسن فرازؔ، فدوی لکھنوی، عرفان زنگی پوری، ڈاکٹر شیداؔ اعظمی، ڈاکٹر محمود محمد آبادی، فرید مصطفیٰ وغیرہ وغیرہ کے نام بھی قابل ذکر ہیں۔

انجم غدیری کا ایک شعر ملاحظہ ہو

؎ اس محرم خدا کو ہی کہتے ہیں ہم حسینؑ
وہ جس سے سب حجاب ہٹا کر خدا ملے

امسال انجمن دستۂ حسینی کی طرحی شب بیداری میں مصرعہ طرح ؎ "روز عاشورہ کوئی تقدیر بدلی جائے گی" پر طیبؔ عباس صاحب نے یہ شعر پیش کیا

علقمہ میں تشنگی کے رنگ بھر دیگی وفا
جو کبھی بدلی نہیں تصویر بدلی جائے گی

نوجوان شاعر فیضانؔ جعفر نے کیا خوب شعر کہا

لگے جو پیاس تو آب حیات بھی نہ پییں
جو ڈھونڈتے ہیں تجھے اپنی تشنگی میں حسینؑ

سلام نگاری میں ایک نئی تبدیلی یہ دیکھی جارہی ہے کہ کچھ ایسے بھی جدید لب ولہجے کے شاعر ہیں جن کا خیال ہے کہ "سلام" میں صرف اور صرف کربلائی اشعار ہونا چاہئے۔ یعنی انہوں نے "سلام" کے دائرے کو محدود کر دیا ہے۔ جدید رنگ کے شعراء میں جدت تخئیل اور ندرت بیان کی ایک ہوڑ سی لگی ہوئی ہے ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش میں جدید شعراء حقیقت پسندی سے دور ہوتے جارہے ہیں اور حد تو یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ حفظ مراتب کا بھی خیال نہیں رکھا جارہا ہے۔ مہمل شعر کہے جارہے ہیں بس لفظوں کے الٹ پھیر سے کلام کو جدید شاعری کا رنگ دیا جارہا ہے۔ میں اپنے کو اس قابل تو نہیں سمجھتا کہ فن شاعری پر گفتگو کروں مگر حفظ مراتب کے خلاف اشعار سُن کر خاموش بھی نہیں رہ سکتا۔ میں اپنی بات کی دلیل میں طرحی شب بیداریوں میں ماتمی انجمنوں کے پڑھے جانے والے چند اشعار پر تبصرہ کرنے کی جرأت کررہا ہوں۔

امسال شہر کی مشہور ومعروف ماتمی انجمن "شبیریہ" کی طرحی شب بیداری کا مصرع طرح تھا "کعبے کو کربلا کا سہارا دیا گیا" میں ساری انجمنوں کو تو نہیں سُن سکا مگر جن کو سُنا اس میں ایک شعر ہے۔

؎ دیکھا جو پر سمیٹنے والی ہے کائنات
اصغر کے چھ مہینوں کو پھیلا دیا گیا

غالباً پر سمیٹنے سے شاعر کا مقصد دنیا کا ختم ہونا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی پرندہ اگر پر سمیٹے ہوتو اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کو موت آنے والی ہے عموماً پرندے اُسی وقت پر کھولتے ہیں جب اُنھیں اڑان بھرنا ہوتی ہے۔ شاعر نے کائنات کو طائر (پرندہ) کہا ہے۔ دوسرا مصرع ہے "اصغر کے چھ مہینوں کو پھیلا دیا گیا" قطعاً غیر مربوط ہے۔ خوشبو، ایمانداری، سچائی وغیرہ پھیلائی جاسکتی ہے۔ مگر ایک مخصوص مدّت یا زمانے کو پھیلایا نہیں جاسکتا ہے۔ شاعر نے صرف دو لفظوں (سمیٹنا اور پھیلانا) کو ذہن میں رکھتے ہوئے صنعت تضاد استعمال کرنے کی ناکام کوشش کی ہے جو قابلِ قبول نہیں ہے محض لفظی بازیگری ہے۔

اس شعر کے خالق ہیں مشہور زمانہ خطیب وناظم مولانا بلالؔ کاظمی صاحب ہیں جن سے میرے اچھے تعلقات ہیں۔ انہیں کا دوسرا شعر اس سے بھی زیادہ قابل اعتراض ہے جس کے لئے انھیں جناب حر علیہ السلام سے معافی مانگنا چاہئے اور توبہ کرنا چاہئے۔ وہ شعر ہے۔

حر حملۂ یزید تھا اب حملہ حسینؑ
پتھر جدھر سے آیا تھا پلٹا دیا گیا

اب ظاہر ہے کہ جناب حرؑ کو حملہ کہنا کہاں تک مناسب ہے؟ ایک فرد کو لشکر تو کہا جاسکتا ہے مگر حملہ نہیں، چاہے وہ حملہ یزید ہو یا حملۂ حسینؑ۔ دوسرے مصرعے میں تو بے حرمتی کی حدیں تمام کردی گئی ہیں۔

"پتھر جدھر سے آیا تھا پلٹا دیا گیا" معاذ اللہ جناب حرؑ پتھر تھے اور پتھر ہی رہے ساتھ ہی پلٹا دیا گیا۔ جبکہ جناب حرؑ یزیدی فوج سے نکل کر امام حسینؑ کے قدموں میں آئے اور سب سے پہلے جام شہادت نوش کیا۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ جناب حرؑ کو پتھر نہیں کہا تو پھر موصوف نے کہا کیا ہے؟ جو بھی کہا ہے وہ بالکل مہمل ہے جسکی اُن کے جیسے نامور خطیب وشاعر سے امید نہیں کی جاسکتی تھی۔ موصوف کا یہ "سلام" شہر عزا کی ایک بڑی ماتمی انجمن "غلامان حسینؑ" نے پڑھا ہے۔

اس شب بیداری میں دیگر قابلِ تنقید وتبصرہ اشعار بھی پڑھے گئے مگر سب پر تبصرہ کرنے سے مضمون کے غیر معمولی طویل ہوجانے کا خطرہ ہے۔ میرا مقصد تو محض جدید لب وآہنگ کے شعراء کو متوجہ کرنے کے ساتھ ہی ارباب ذوق مومنین کو بھی متوجہ کرنا ہے۔ عام سامعین کی سماعتیں تو اتنی پست ہوگئیں ہیں کہ اُن کے بارے میں کچھ کہا ہی نہیں جاسکتا ہے۔

سرور نواب صاحب سرورؔ لکھنوی جن کو آبروئے لکھنؤ جناب تجسسؔ اعجازی کے بعد لکھنؤ کا سب سے بڑا شاعر سمجھا جارہا ہے۔ وہ میرے پیر بھائی بھی ہیں اس لئے کہ میں نے آغاز شاعری میں اُن کے والد محترم جناب انور نواب صاحب کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا تھا۔ اصلاح کی سعادت حاصل کی تھی۔ اُن کا میں بڑا احترام کرتا ہوں وہ بھی مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں محبت فرماتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ انھوں نے اپنی جدّت فکر وتخئیل، ندرت بیان اور بندش الفاظ کی بدولت ایک منفرد مقام حاصل کرلیا ہے مگر جدّت پسندی کے شدید احساس میں وہ بھی حد سے تجاوز کر جاتے ہیں اور قابل اعتراض اشعار کہہ جاتے ہیں چنانچہ انجمن شبیریہ کی طرحی شب بیداری میں انجمن "جلاء الایمان" نے جو "سلام" پڑھا اس میں بھی دو اشعار ایسے ہیں جن پر ہمدردانہ تنقید کی جاسکتی ہے۔ اُن کا شعر ہے۔

؎ خالی غریب ہی نہیں عباس کے فقیر
شاہوں کے ہاتھ میں بھی کٹورہ دیا گیا

اس کا پہلا مصرع تو بالکل سچا حقیقت پر مبنی ہے۔ مگر دوسرے مصرعے میں (کٹورہ دیا گیا) بالکل نامناسب ہے۔ اسلئے کہ کٹورہ کسی فقیر کو دیا نہیں جاتا۔ اگر ردیف ہوتی۔ "دیکھا" یا "دکھائی دیتا ہے" یا دیکھا گیا تو مصرع یہ ہوتا مثلاً

(۱) شاہوں کے ہاتھ بھی کٹورہ دیکھا (۲) شاہوں کے ہاتھ میں بھی کٹورہ دکھائی دیتا ہے۔ (۳) شاہوں کے ہاتھ میں بھی کٹورہ دیکھا گیا۔ مگر چونکہ ردیف کٹورہ دیا گیا" ہے اور کٹورہ کسی فقیر کو بھیک مانگنے کے لئے دیا نہیں جاتا لہٰذا یہ مصرع بالکل مہمل ہے۔

سرورؔ نواب صاحب کا مقطع ہے

؎ سرورؔ نے یہ کرم کیا اپنے غلام پر
سرور کو مدح خوانوں کا شجرہ دیا گیا

اس شعر کے بھی دوسرے مصرعے میں وہی بات ہے "شجرہ" دینے کی چیز نہیں ہے۔ وہ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اُن کے بزرگوں میں بھی شعرائے اہلبیتؑ ہوئے ہیں مگر وہ تخئیل کو الفاظ کا جامہ پہنانے میں ناکام رہے ہیں۔ شجرہ ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی نہ کسی شجرے میں آتا ہے مگر اسکو شجرہ دیا نہیں جاتا۔ بس ایک ہی طرح دیا جاسکتا ہے وہ یہ کہ کاغذ پر قلم سے شجرے کے بنے ہوئے درخت کی تصویر پیش کردی جائے۔ دوسری بات مدح خوانوں سے مراد محض انکے اجداد نہیں نظر آرہے ہیں بلکہ عمومیت پیدا ہوگئی ہے۔ لہٰذا ابہام پیدا ہوگیا ہے جو مناسب نہیں ہے۔

شہر کی ایک اور بڑی ماتمی انجمن غنچۂ مہدیہ کی طرحی شب بیداری کا مصرع طرح تھا۔ ؎

ایک پیاسا خشک مشکیزے میں دریا لے گیا

اس شب بیدی میں "انجمن شبیریہ" نے جو سلام پڑھا اُس کا ایک شعر ہے۔ ؎

وہ اس آسانی سے مشکیزے میں دریا لے گیا
جیسے کوئی مالی آیا پھول توڑ لے گیا

اس شعر کے دوسرے مصرعے میں معاذ اللہ جناب عباس علمدار کو "مالی" کہا گیا ہے جو اُن کی عظمت وجلالت اور احترام کے خلاف ہے۔ شاعر گناہگار ہو رہا ہے اُسے مولا عباسؑ سے معافی مانگنا چاہئے اور توبہ کرنا چاہئے۔ دریا کو پھول کہنا بھی درست نہیں ہے۔ اس شعر میں بہت سی خامیاں ہیں جس پر گفتگو سے گریز اس لئے کیا جارہا ہے کہ یہ سرورؔ نواب صاحب کے ایک ایسے شاگرد کا کلام ہے جس نے اڑان کے لئے ابھی اپنے پر تک نہیں کھولے ہیں۔

ایسا بھی نہیں ہے کہ جدید لب ولہجے میں اچھے شعر کہے نہیں جا سکتے حفظ مراتب اور ممدوح کی عظمت وبلندی کا خیال رکھتے ہوئے تعریف وتحسین کے ساتھ اشعار کہے جاسکتے ہیں۔ جیسا کہ شاعرِ اہلبیتؑ رضوانؔ عرفی نے شعر سنائے مثلاً

پیاسے گلوں نے کاٹ دیں لوہے کی شہ رگیں
خنجر کو اُس کے خون میں نہلا دیا گیا

نہ لوہے کی شہ رگیں ہوتی ہیں نہ خنجر میں خون ہوتا ہے مگر اس شعر میں انتہائی بلند مضمون ادا کیا ہے۔ ظلم پر مظلومیت کی شاندار فتح وکامیابی دکھائی گئی ہے۔ جتنا پڑھیئے اتنا ہی لطف آتا ہے۔ عرفی صاحب کا دوسرا شعر ہے

آواز اُس کے خطبے کی داؤد بن گئی
لوہا ستم کے کان میں پگھلا دیا گیا

اب ظاہر ہے کہ جناب داؤد پیغمبر کا معجزہ تھا کہ لوہا اُن کے ہاتھ میں پگھل جاتا تھا۔ لحن ایسا تھا جیسے جنگلی جانور تک کھنچے چلے آتے تھے۔ یہاں پر جناب زینب سلام اللہ علیہا کے خطبے کی آواز کو داؤد بنا کر شاعر نے تاریخ اسلام سے بھرپور واقفیت کے ساتھ ساتھ اپنی شاعرانہ مہارت وصناعی کا روشن ثبوت پیش کیا ہے۔

اب اگر میں نوحوں کے مقبول ترین شاعر اہلبیتؑ جناب سلطان سرورؔ صاحب جو میرے عزیز ترین دوستوں میں ہیں اگر اُن کے سلسلہ میں بات نہ کروں تو میری غیر جانب داری پر سوال اُٹھ کھڑا ہوگا۔ میں اُن کے امسال نہیں بلکہ گزشتہ برس کی انجمن شبیریہ لکھنؤ کی طرحی شب بیداری کے ایک شعر پر تبصرہ کرنے کی جرأت کررہا ہوں۔

مصرع طرح تھا ؎ ماتم سید ابرار کیا جاتا ہے

سرورؔ صاحب کا شعر تھا۔

عصر تک صبر کی مسجد جو بنائی شہ نے
دست عباس کو مینار کیا جاتا ہے

قارئین سمجھ سکتے ہیں کہ علمدار فوج حسینی، باب المراد، خدائے وفا، سقائے سکینہؑ جناب عباسؑ کے دستِ مبارک کو صبر کی مسجد کے مینار کہنا کہاں تک جائز ہے؟ جناب عباسؑ کے بازوؤں کی عظمت کا صحیح ادراک تو معصومین اور اہلبیتؑ ہی کر سکتے ہیں۔ یہ وہ بازو ہیں جنھیں روز محشر معصومۂ عالمیان جناب فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا آغوش میں لے کر تشریف لائیں گی اور اللہ کو ان کا واسطہ دیکر ہم گنہگاروں کی بخشش کرائیں گی۔ یہ شعر جناب عباس کی شان میں توہین ہے۔ دوسرا ایک نقص یہ ہے کہ اُس شعر کا پہلا مصرع ماضی (Past Tense) میں ہے (عصر تک صبر مسجد جو بنائی شہ نے) اور دوسرا مصرع (دست عباس کو مینار کیا جاتا ہے) حال یعنی Present Tense میں ہے۔ اگر پہلا مصرع یوں ہوتا (عصر تک صبر کی مسجد جو بناتے ہیں حسین) تو دوسرا مصرع زمانے کے لحاظ سے درست ہوتا۔ اسکے باوجود تخئیل کے لحاظ سے تو شعر قابل اعتراض وتنقید ہے اور رہیگا۔

آخر میں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ تنقید کو دشمنی نہیں سمجھنا چاہئے۔ بلکہ جس کے کلام پر نقد وتبصرہ ہو اسکو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اُس کا کلام ومقام ایسا ہے کہ اُس پر ناقدین کی نظریں رہتی ہیں ورنہ تو شاعروں کی بہتات ہے جن پر کوئی دھیان بھی نہیں دیتا اور پھر تنقید تو اکابرین ادب پر بھی ہوئی ہے۔ مرزا غالب جیسے شاعر کے کلام پر تو یگانہ چنگیزی نے غالب شکن تک لکھ ڈالی۔ خواجہ حیدر علی آتشؔ کے ایک شعر پر تو بی۔ اے اور ایم۔ اے کے امتحانات میں تنقیدی مضمون لکھنے کا سوال تک آتا ہے۔ وہ شعر ہے ؎

بہار گلستاں کی ہے آمد آمد
خوشی پھرتے ہیں باغباں کیسے کیسے

اس میں لفظ خوشی پر بحث ہے کہ خوشی کی جگہ "خوش" ہونا چاہئے شاعر نے موزوں کرنے کے لئے "خوش" کی جگہ "خوشی" استعمال کرلیا۔ کچھ اہل قلم درست مانتے ہیں اور کچھ غلط۔ اسی طرح ان کا ایک اور شعر بھی نقد وتنقید کی نذر ہے وہ یہ کہ

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزارہا شجر سایہ دار راہ میں ہے

اس میں لفظ ہزارہا جمع ہے جبکہ ردیف (ہے) واحد اس شعر میں بھی کچھ دانشوروں کا خیال ہے ہزارہا کہہ کر جمع کو واحد بنا لیا گیا ہے لہٰذا درست ہے اور کچھ اس کے برعکس خیال رکھتے ہیں۔

غرضکہ میں نے جو مضمون لکھا ہے وہ کسی سے دوستی یا دشمنی کے جذبے سے نہیں لکھا ہے۔ پھر بھی اگر ناگوار خاطر ہوا ہو تو حضرات مجھے معاف فرمائیں۔

میں ہندی کے اس دوہے پر اپنی بات تمام کرتا ہوں ؎

کبیرا کھڑا بجار میں سب کی مانگے خیر
ناہیں کسی سے دوستی ناہیں کسی سے بیر

■■

غزل

• ذیشان نیازی
کانپور

آسماں آشیاں نہ ہو جائے
لا مکانی مکاں نہ ہو جائے
عشق کے اُس مقام پر ہوں جہاں
امتحاں امتحاں نہ ہو جائے
روبرُو ہیں وہ آج محفل میں
داستاں داستاں نہ ہو جائے
ڈر ہے میری صدا کہیں ایک دن
میری آہو فُغاں نہ ہو جائے
اتنا خاموش ہوں کہ لگتا ہے
بے زبانی زباں نہ ہو جائے
یاد مدت کے آ رہے ہیں وہ
آرزو پھر جواں نہ ہو جائے
بس نہیں کہتا رہتا ہوں ذیشان
جب تلک اس کی ہاں نہ ہو جائے

☆☆☆

غزل

• فرحت مہدی کاظمی
سہارنپوری

پھولوں سے بھرا اپنا چمن - بیچ رہے ہیں
اجداد سے پایا ہوا فن - بیچ رہے ہیں
پہلے تو بزرگوں کی زمینوں کو لٹایا
اب اہلِ ہُنر، شعر وسخن - بیچ رہے ہیں
مجبور ہیں حالات سے اس درجہ سخنور
اب ترکِ وطن کرکے کفن - بیچ رہے ہیں
اس دور کے مظلوم بچائے ہوئے غیرت
نیزے کی انی دل کی چبھن - بیچ رہے ہیں
پوچھا جو سبب اہلِ طرب سے تو وہ بولے
خالی تھے شکم اس لئے تن - بیچ رہے ہیں
بازار میں سچ بولنے والوں کا ہے فقدان
اس واسطے وہ جھوٹ کا فن - بیچ رہے ہیں
جو صاحبِ املاک تھے روٹی کی طلب میں
خود اپنا بدن زیرِ کفن - بیچ رہے ہیں
فرحتؔ بھی اُسی شہر میں حیران کھڑا ہے
جس شہر میں لوگ اپنا چلن - بیچ رہے ہیں

غزل

• حسین مہدی رضوی (نہٹوری) مراداباد

کب کی رات ڈھلی ہے پیارو صبح کہاں ہے دیکھو تو
چاند کی مکاری تو نہیں ہے کیسا سماں ہے دیکھو تو
پیاسو پیاس میں جینا ہوگا موجیں شعبدہ گر ہوتی ہیں
دریا اس صحرا میں کہاں ہے ریگ رواں ہے دیکھو تو
ہاتھ بندھے ہیں سر سے پھر بھی جھٹکو بار رسوائی
سنگ گراں ہے سنگ گراں ہے دیکھو تو
ساتھی بن میں سانپ آنگن میں جان بچانا مشکل ہے
اپنوں کی پہچان ہنر ہے کون کہاں ہے دیکھو تو
مقتل میں وہ ایک پری جو میرے لہو سے رنگیں ہے
روکش جاناں غیرت خوباں رشک بتاں ہے دیکھو تو
اور کوئی کیوں زہر ملاتا میرے تمہارے ساغر میں
جس نے کام تمام کیا ہے پیر مغاں ہے دیکھو تو
اپنی اپنی بات ہے بھائی شکوہ کرو یا چپ رہ لو
مہدی بھی خاموش ہے لیکن شعلہ بجاں ہے دیکھو تو

لکھنؤ کے تعارف میں بھولا بسرا شاعرانہ ذخیرہ

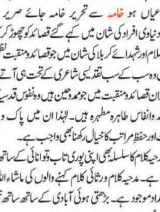

• محمد قمر خان، مرزا دبیر لین، لکھنؤ

اب وہ لکھنؤ تو باقی نہیں رہا لیکن اُس کی کچھ دلفریب یادیں ابھی زندہ ہیں۔ بھلے ہی وطن میں ہوں یا پردیس میں کوئی بھی اس شہر کی ادبی حیثیت کا کوئی منکر نہیں ہوسکتا۔ جب بھی پردیس میں بھولے بسرے لکھنؤ کا خیال آتا ہے تو اندر وِن قلب ایک چکا چوندھ سی مچ جایا کرتی ہے۔ خاورؔ کا ماننا ہے:۔

"مسمار ہو نہیں سکتی وہ علمی مجلسیں خاورؔ
رُلا دیتا ہے یاد آتا ہے جس دم لکھنؤ اب بھی"

لکھنؤ کے چاہنے والے ایسے بھی ہیں جن کا خیال ہے:

"نہیں جب لکھنؤ تو ناصرؔی کیا لطف جینے کا
وطن سے ہم بسانے دہر آ ملکِ عدم نکلے"

ایک شاعرانہ شکایت کچھ اس طرح ہے:

"باقی نہ اب ادب ہے نہ شیرینیٔ زباں
پہلے جو لکھنؤ تھا وہ اب لکھنؤ کہاں"

جاں نثار اخترؔ صاحب نے اپنی محبوبہ اور اہلیہ صفیہ کے انتقال پر ایک نظم کہی جو لکھنؤ سے ہی شروع ہوتی ہے:

"لکھنؤ میرے وطن میرے چمن زارِ وطن
تیرے گہوارۂ آغوش میں اے جانِ بہار
اپنی دُنیائے حسین دفن کئے جاتا ہوں
تونے جس دل کو دھڑکنے کی ادا بخشی تھی
آج وہ دل بھی یہیں دفن کئے جاتا ہوں"

بتا دوں کہ نشاط گنج کے قبرستان میں صفیہ مرحومہ کی قبر پر مندرجہ بالا سطور پڑھنے کو مل جائیں گی۔ منیرؔ دادا کررہے ہیں کہ:۔

"جنت میں کیا بہار گئی عیش باغ سے
پھر لکھنؤ میں آئی دوبارہ نہ آج تک"

جب مجازؔ لکھنوی کو اپنی موت کا الہام ہونے لگا تو انتقال سے قبل وہ کہہ گئے۔ وہ بھی نشاط گنج قبرستان میں آرام فرما ہیں:

"اب اس کے بعد صبح ہے اور صبح نو مجاز
ہم پر ہے ختم شامِ غریبانِ لکھنؤ"

سحرؔ نے اس شہر اور یہاں کے رہنے والوں کے واسطے کچھ اس طرح دعا مانگی:۔

"خدا آباد رکھے لکھنؤ کے خوش مزاجوں کو
ہر اک گھر خانۂ شادی ہے ہر اک کوچہ ہے عشرت کا"

یہی نہیں جب دہلی والوں نے اپنے قلم اور شعر گوئی کا دعویٰ کیا تو امیرؔ مینائی نے اس کا جواب کچھ اس طرح دیا:۔

"دعویٰ سخن کا لکھنؤ والوں کے سامنے
اظہار بوئے مشک غزالوں کے سامنے"

نواب سعادت علی خاں کے درباری شاعر انشاؔ نے لکھنؤ کو پرستان سے کم نہیں سمجھا اُن کے خیالات ملاحظہ ہوں:۔

"ہزاروں دیویوں کو یاد کی پریوں نے پچھاڑا ہے
یہ لکھنؤ کیا راجہ اندر کا اکھاڑا ہے"

لکھنؤ کی تہذیب اور تعریف لامحدود ہے۔ لکھنؤ کے متعلق یہ لکھنے کے بعد لوگ قلم رکھ دیتے ہیں:۔

"خدا آباد رکھے لکھنؤ کو پھر غنیمت ہے
نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آ ہی جاتی ہے"

لکھنؤ کی تعریف میں یہ قصیدہ بھی قابل ذکر ہے:۔

"عرش سے حور وملک تک آ رہی آواز ہے
لکھنؤ کی سرزمیں پر ہر بشر کو ناز ہے"

نوبت رائے نظرؔ کی نظم کا یہ شعر بھی قلم کے ذریعہ باہر آنے کے لئے بیتاب ہے:۔

"لکھنؤ ہم پر فدا اور ہم فدائے لکھنؤ
کیا ہے طاقت آسماں کی جو چھڑائے لکھنؤ"

آخر میں آیئے ہم سب مل کر لکھنؤ کو سلام کریں:

"اے شہرِ لکھنؤ تجھے میرا سلام ہے
تیرا ہی نام دوسرا جنّت کا نام ہے"

حالانکہ وقت اور جگہ کو نظر انداز نہ کریں تو ذخیرہ کا یہ سلسلہ دور پا اور دیر پا ہوتا جائے گا۔ لہٰذا فی الحال یہیں پر ختم کرنا مناسب ہوگا۔

■■

265 تعلقوں میں خشک سالی، 75 فیصد ریاست قحط کی زد میں

کسانوں کی راحت کے لیے قرضوں کی تنظیم نو، بجلی بلوں میں رعایت اور تعلیمی فیس معاف، فی ہیکٹر ایک لاکھ روپے معاوضے کا مطالبہ

ممبئی: مہاراشٹر میں خشک سالی کی سنگین صورتِ حال کے پیش نظر وزیر اعلیٰ دیویندر فڈنویس نے ریاست کے 256 تعلقوں میں خشک سالی کا اعلان کیا ہے۔ ریاست کے 358 تعلقوں میں سے 265 تعلقے خشک سالی سے متاثر ہیں، جو مجموعی طور پر تقریباً 75 فیصد ریاستی علاقے پر مشتمل ہیں۔ حکومت نے متاثرہ کسانوں اور شہریوں کو راحت پہنچانے کے لیے متعدد اقدامات کا اعلان کیا ہے، جن میں زمین کے محصول میں رعایت، فصلوں کے قرضوں کی تنظیمِ نو، زرعی قرضوں کی وصولی پر عارضی روک اور بجلی کے بلوں میں چھوٹ شامل ہے۔ ساڑھے سات ہارس پاور تک کے زرعی پمپوں کے بجلی بل پہلے ہی معاف کیے جا چکے ہیں، جبکہ اس سے زیادہ صلاحیت والے پمپوں کو بھی رعایت دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ متاثرہ علاقوں کے طلبہ کو امتحانی فیس سے چھوٹ دی جائے گی، جبکہ روزگار ضمانت اسکیم کے تحت کاموں میں تیزی لانے اور ضرورت کے مطابق پینے کے پانی کے ٹینکروں کی فراہمی کا انتظام کیا جائے گا۔ حکومت نے یقین دہانی کرائی ہے کہ خشک سالی سے متاثرہ دیہات میں کسانوں کے زرعی بجلی کنکشن منقطع نہیں کیے جائیں گے۔ کھیتی پر منحصر کسانوں اور زرعی مزدوروں کو غذائی اجناس فراہم کرنے، مویشیوں کے لیے چارے اور پانی کا انتظام کرنے اور بڑے پیمانے پر آبی تحفظ کے کام شروع کرنے کی ہدایت بھی دی گئی ہے۔ تمام ضلع کلکٹروں کو فصلوں کے نقصان کا فوری پنچنامہ مکمل کرنے اور فصلوں کی صورتِ حال کی تصاویر اور جغرافیائی محلِ وقوع کے اعداد و شمار جمع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

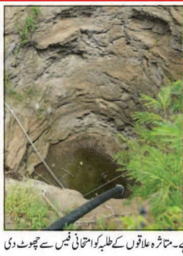

تاہم کسان رہنما روی کانت توپکر نے حکومتی اعلان کو ناکافی قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ قرضوں کی تنظیمِ نو اور وصولی پر روک جیسے اقدامات سے کسانوں کو کوئی خاطر خواہ اضافی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ کسانوں کو فی ہیکٹر ایک لاکھ روپے معاوضہ دیا جائے اور امداد کی حد دو ہیکٹر تک محدود نہ رکھی جائے۔ ان کے مطابق سویابین کی کاشت پر فی ایکڑ تقریباً 40 ہزار روپے خرچ آتا ہے، اس لیے کسانوں کو ہونے والے حقیقی نقصان کے مطابق معاوضہ ملنا چاہیے۔ انہوں نے بے زمین زرعی مزدوروں کے لیے خصوصی امدادی پیکیج اور متاثرہ علاقوں میں چارے اور پانی کی فوری فراہمی کا بھی مطالبہ کیا۔

قمر النساء کا انتقال، اردو ٹائمز خانوادہ سوگوار

فنا و بقا، حیات و ممات اور انسانی وجود کے آخری سوالات میں موت وہ اٹل حقیقت ہے جس سے نہ کوئی بادشاہ مستثنیٰ ہے، نہ کوئی فقیر، نہ کوئی عالم و دانش ور اور نہ ہی کوئی فلسفی یا صحافی! موت کا یہ ابدی سچ ہر انسان کو اس کی حقیقت، زندگی کی ناپائیداری اور وقت کی بے ثباتی کا احساس دلاتا ہے۔ اسی حقیقت کے سامنے آج دل رنجیدہ اور آنکھیں اشک بار ہیں کہ ممبئی کے صحافتی و سماجی حلقوں کی ایک محترم اور شفیق شخصیت، روزنامہ اردو ٹائمز کے مالک و مدیر جناب سعید احمد کی اہلیہ اور اخبار کے مینیجنگ ایڈیٹر سہیل احمد کی والدہ محترمہ قمر النساء طویل علالت کے بعد اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، مرحومہ ایک نیک سیرت، صوم و صلوٰۃ کی پابند، وضع دار اور بااصول خاتون تھیں۔ مجھے روزنامہ اردو ٹائمز میں ملازمت کے دوران ان کی سرپرستی اور شفقت میں کام کرنے کا موقع ملا۔ وہ صحافت کے تقاضوں، اخباری کام کی باریکیوں اور خبر و تحریر کی نزاکتوں سے نہایت اچھی طرح واقف تھیں۔ ان کی شخصیت میں پیشہ ورانہ سنجیدگی کے ساتھ ایک شفیق ماں کی محبت اور رہنمائی بھی شامل تھی۔ سہیل بھائی انہیں محبت سے "اماں" کہتے تھے، چنانچہ میں نے بھی انہیں کبھی میڈم کہہ کر مخاطب نہیں کیا، بلکہ میرے لیے بھی وہ ہمیشہ "اماں" ہی رہیں۔ ان کی شفقت، خلوص اور رہنمائی کی یادیں آج بھی دل میں محفوظ ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ اردو ٹائمز میں کسی شخصیت کے انتقال کی خبر پر اظہارِ افسوس تحریر کرتے ہوئے اماں نے موت کے فلسفے پر گفتگو کی تھی۔ ان کے الفاظ میں ایسی معنویت اور گہرائی تھی کہ آج ان کی رحلت کے موقع پر وہ باتیں ایک بار پھر ذہن کے دریچوں میں تازہ ہو گئیں۔ ان کا کہنا تھا کہ موت محض جسم کا خاتمہ نہیں، بلکہ وجود، شعور، وقت اور زندگی کے معنی سے جڑا ایک بنیادی سوال ہے۔ عام انسان موت سے خوف زدہ ہوتا ہے، لیکن یونانی فلسفی سقراط کے نزدیک موت کا خوف دراصل اس شے سے خوف کھانا ہے جس کے بارے میں انسان کچھ نہیں جانتا۔ کسی نامعلوم حقیقت کو محض اس لیے برا سمجھ لینا کہ وہ ہمارے علم سے باہر ہے، دانش مندی نہیں۔ سقراط نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں بھی اپنے اصولوں سے انحراف نہیں کیا اور اپنے کردار سے یہ پیغام دیا کہ ایک نیک، بااصول اور بامقصد زندگی محض طویل زندگی سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ اماں کی گفتگو کا حاصل بھی یہی تھا کہ موت سے زیادہ اہم سوال یہ ہے کہ انسان نے اپنی زندگی کس طور گزاری، اس نے اپنے کردار، اپنے رشتوں اور اپنے فرائض کے ساتھ کس قدر انصاف کیا اور اپنے وجود کو دوسروں کے لیے کس حد تک باعثِ خیر بنایا۔ موت جسم کا اختتام ضرور ہے، مگر روح کی حقیقت اور انسانی وجود کے اسرار اس مادی زندگی سے کہیں آگے پھیلے ہوئے ہیں۔ فلسفیانہ اعتبار سے موت ہمیں اس حقیقت کا احساس دلاتی ہے کہ جب ہم موجود ہوتے ہیں تو موت ہمارے لیے موجود نہیں ہوتی، اور جب موت آتی ہے تو ہمارا یہ مادی وجود اس تجربے سے گزرنے کے قابل نہیں رہتا۔ موت کو روکنا انسان کے اختیار میں نہیں، لیکن اس سے پہلے اپنی زندگی کو محبت، اخلاق، علم، شعور اور مقصد سے آراستہ کرنا ضرور اس کے اختیار میں ہے۔ اماں نے ایک اور نہایت فکر انگیز سوال بھی اٹھایا تھا: "اگر تمہیں یہی زندگی بار بار جینی پڑے تو کیا تم اسے قبول کر سکو گے؟" یہ سوال محض موت کے بعد کی زندگی کے تصور تک محدود نہیں، بلکہ انسان کو اپنی موجودہ زندگی، اپنے فیصلوں، اپنے رویوں اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ موت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ وقت ہماری ملکیت نہیں، رشتے دائمی نہیں، اقتدار عارضی ہے اور انسانی وجود ناپائیدار! شاید موت کا سب سے بڑا فلسفیانہ سبق یہی ہے کہ انسان اپنی زندگی کو محض سانسوں کی آمد و رفت تک محدود نہ رکھے، بلکہ اسے شعور، محبت، اخلاق، علم، خلوص اور مقصد سے بامعنی بنائے۔ موت زندگی کی ضد نہیں، بلکہ زندگی کی محدودیت کا وہ احساس ہے جو ہمیں اس کی قدر و قیمت سمجھاتا ہے۔ آج اماں ہمارے درمیان موجود نہیں، لیکن ان کی شفقت، ان کی نصیحتیں، ان کی پیشہ ورانہ بصیرت اور زندگی کے بارے میں ان کے فکر انگیز خیالات ہماری یادوں میں ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ ان کی رحلت سے اردو ٹائمز خانوادے، صحافتی برادری اور تمام متعلقین کو گہرا صدمہ پہنچا ہے۔ مرحومہ کا جنازہ ان کی رہائش گاہ، حورویلا، ممبئی سینٹرل، مراٹھا مندر مارگ سے نمازِ مغرب کے بعد چلے گا، نمازِ جنازہ اور تدفین رات 8 بجے اندھیری مسلم قبرستان، چار بنگلہ، ڈی این نگر میٹرو اسٹیشن کے قریب، اندھیری ویسٹ میں ہوگی۔ پسماندگان میں شوہر، ایک صاحب زادے اور ایک صاحب زادی شامل ہیں۔ اس عظیم سانحے پر ہم جناب سعید احمد، سہیل احمد اور تمام اہلِ خانہ سے دلی تعزیت اور گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں۔ بارگاہِ رب العزت میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، ان کی نیکیوں اور حسنِ عمل کو شرفِ قبولیت بخشے، انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، ان کے درجات بلند کرے اور تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل اور اس صدمے کو برداشت کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

☆ شریکِ غم: جمال الدین سنجر اور ادارۂ روزنامہ صحافت، ممبئی

گیانیش کمار مستعفی نہ ہوئے تو...

2 اکتوبر کو پوری ممبئی سڑکوں پر ہوگی: آدتیہ ٹھاکرے

ابھجیت ڈپکے کی ملک گیر احتجاج کی حمایت، خصوصی نظر ثانی روکنے اور جنوری 2025 کی ووٹر فہرست بحال کرنے کا مطالبہ

ممبئی: شیوسینا (ادھو بالا صاحب ٹھاکرے) کے رہنما آدتیہ ٹھاکرے نے چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کے استعفے کے مطالبے کی حمایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر گیانیش کمار مستعفی نہیں ہوتے تو 2 اکتوبر کو ممبئی بڑی تعداد میں سڑکوں پر نکلے گا اور انتخابی عمل میں مبینہ بے ضابطگیوں کے خلاف احتجاج کرے گا۔ آدتیہ ٹھاکرے نے یہ حمایت ابھجیت ڈپکے کی اس اپیل کے بعد ظاہر کی جس میں انہوں نے اعلان کیا ہے کہ اگر گیانیش کمار استعفیٰ نہیں دیتے تو گاندھی جینتی کے موقع پر 2 اکتوبر سے ممبئی میں ملک گیر احتجاج کا آغاز کیا جائے گا اور بعد میں اسے ملک کے مختلف شہروں تک پھیلایا جائے گا۔ ڈپکے نے عوام سے جمہوریت کے تحفظ کے عزم کے ساتھ احتجاج میں شامل ہونے کی اپیل کی ہے۔ یہ احتجاج انتخابی فہرستوں کی خصوصی گہری نظرثانی کے معاملے پر جاری تنازع کے درمیان کیا جا رہا ہے۔ احتجاج کی اپیل کرنے والوں نے چیف الیکشن کمشنر کے استعفے کے علاوہ خصوصی گہری نظرثانی کی کارروائی فوری طور پر روکنے، جنوری 2025 کی انتخابی فہرستیں بحال کرنے اور خصوصی گہری نظرثانی سے متعلق فیصلے لینے کے طریقہ کار کی آزادانہ تحقیقات کرانے کا مطالبہ کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انتخابی فہرستوں میں تبدیلیوں اور ووٹروں کے ناموں سے متعلق کارروائی نے شفافیت کے حوالے سے سوالات پیدا کیے ہیں۔ دوسری جانب الیکشن کمیشن نے موقف اختیار کیا ہے کہ خصوصی گہری نظرثانی سمیت انتخابی فہرستوں سے متعلق فیصلے تینوں انتخابی کمشنروں کی باہمی رضامندی سے کیے گئے ہیں۔ تاہم انتخابی فہرستوں سے متعلق فیصلوں اور احکامات پر دو انتخابی کمشنروں، سکھبیر سنگھ سندھو اور وویک جوشی، کی جانب سے گزشتہ دس ماہ کے دوران کم از کم 14 مرتبہ باضابطہ اعتراضات درج کرائے جانے کی اطلاعات بھی سامنے آئی ہیں۔ اس پس منظر میں 2 اکتوبر کو ممبئی سے احتجاج شروع کرنے کی اپیل کو اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ آدتیہ ٹھاکرے نے واضح کیا ہے کہ اگر چیف الیکشن کمشنر عہدے سے مستعفی نہیں ہوتے تو ممبئی میں بڑی تعداد میں لوگ احتجاج کے لیے باہر نکلیں گے۔

وسرجن کے دوران شور

آواز 107 ڈیسی بل سے تجاوز

ممبئی: گنیش وسرجن کے جلوسوں کے دوران ممبئی میں صوتی آلودگی کی سنگین صورتحال سامنے آئی ہے۔ آواز فاؤنڈیشن کی رپورٹ کے مطابق باندرہ مغرب میں رات تقریباً 10 بجے آواز کی سطح 107.8 ڈیسی بل اور ورلی میں 107 ڈیسی بل ریکارڈ کی گئی۔ باندرہ میں بلند آواز کا سبب صوتی آلات اور بانجو جبکہ ورلی میں ڈھول تاشے بتائے گئے ہیں۔ گرگاؤں چوپاٹی پر بھی رات تقریباً 11 بج کر 15 منٹ پر آواز کی سطح 92 سے 103 ڈیسی بل کے درمیان ریکارڈ ہوئی، جہاں سیاسی جماعتوں کے قائم کردہ مراکز سے رات دیر تک صوتی آلات کے استعمال کی اطلاع ہے۔ ممبئی ہائی کورٹ کی جانب سے مذہبی جلوسوں میں صوتی اور فضائی آلودگی پر قابو پانے کے لیے ہدایات جاری کیے جانے کے باوجود متعدد مقامات پر ان پر مکمل عمل نہیں ہو سکا۔ تاہم آواز فاؤنڈیشن کے مطابق اس سال بیشتر گنیش منڈلوں نے صوتی آلات اور بڑے پیمانے پر بلند آواز کے آلات کے استعمال سے گریز کیا۔ ادارے نے بتایا کہ 2024 میں گنیش وسرجن کے دوران ممبئی میں سب سے زیادہ آواز 115 ڈیسی بل ریکارڈ کی گئی تھی، جبکہ 2023 میں یہ سطح 114.7 اور 2022 میں 120.2 ڈیسی بل تک پہنچی تھی۔

بی جے پی کے نشان والی گاڑی سے سڑک پر گندگی پھینکنے کی ویڈیو وائرل

ممبئی: چلتی ہوئی گاڑی سے پان تھوکنے اور خالی بوتل سڑک پر پھینکنے کی ایک ویڈیو منظر عام پر آنے کے بعد سوشل میڈیا پر شدید ردعمل سامنے آیا ہے۔ ویڈیو میں مہندرا ایکس یو وی 700 میں سوار ایک شخص کو پہلے گاڑی کی کھڑکی سے پان تھوکتے اور بعد میں چلتی گاڑی سے بوتل سڑک پر پھینکتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔ گاڑی پر بھارتیہ جنتا پارٹی کا نشان بھی نظر آرہا ہے، جس کے باعث معاملے نے سیاسی رنگ اختیار کر لیا اور سوشل میڈیا صارفین نے شہری ذمہ داری کے حوالے سے تنقید کی۔ گاڑی کی کھڑکیاں سیاہ شیشوں والی دکھائی دے رہی ہیں۔ ویڈیو جاری کرنے والے شخص نے ممبئی ٹریفک پولیس اور بھارتیہ جنتا پارٹی کی ممبئی اکائی کو بھی معاملے کی جانب متوجہ کیا۔ شہری قوانین کے تحت عوامی مقام پر پان تھوکنے پر 250 روپے اور سڑک پر گندگی پھینکنے پر 500 روپے جرمانے کی گنجائش ہے۔

مانخورد سے اغوا دو سالہ بچہ

40 گھنٹے بعد بازیاب، ملزم گرفتار

ممبئی: مانخورد کے بازار روڈ علاقے سے 23 ستمبر کی شام اہل خانہ کے ساتھ موجود دو سالہ بچے کے لاپتہ ہونے کے بعد پولیس نے تقریباً 40 گھنٹے کی مسلسل کارروائی کے بعد اسے بحفاظت بازیاب کر لیا۔ پولیس کے مطابق بچے کے اہل خانہ نے شام تقریباً 6 بجے اس کے لاپتہ ہونے کی اطلاع دی، جس کے بعد مانخورد پولیس نے اغوا کا مقدمہ درج کر کے آٹھ ٹیمیں تشکیل دیں، جن میں مانخورد، دیونار، آر سی ایف اور ٹرومبے پولیس اہلکار شامل تھے۔ تفتیش کے دوران علاقے کے نگرانی کیمروں کی ریکارڈنگ کا جائزہ لیا گیا، جس میں ایک خاتون بچے کو اپنے ساتھ لے جاتی ہوئی نظر آئی۔ پولیس نے کیمروں کی ریکارڈنگ، تکنیکی معلومات اور مخبروں کی مدد سے خاتون کی نقل و حرکت کا سراغ لگایا اور ممبئی کے علاوہ دیگر علاقوں میں بھی تلاش شروع کی۔ تقریباً 40 گھنٹے کی کوششوں کے بعد پولیس نے بچے کو مانخورد کے مہاراشٹر نگر سے برآمد کر لیا اور مبینہ اغوا میں ملوث خاتون مسکان ساہا اور اس کے شوہر بھولا کمار ساہا کو گرفتار کر لیا۔

کھانے کی اشیا میں سونا لانے کی کوشش ناکام

14.81 کروڑ کا سونا ضبط، دبئی سے آنے والے تین مسافروں کے سامان سے 9.40 کلو سونا برآمد، دودھ پاؤڈر، آٹا، چاکلیٹ اور ناریل کے پاؤڈر میں سونا

ممبئی: ڈائریکٹوریٹ آف ریونیو انٹیلی جنس کے ممبئی زونل یونٹ نے دبئی سے چھترپتی شیواجی مہاراج بین الاقوامی ہوائی اڈے پہنچنے والے تین مسافروں کے قبضے سے 9.40 کلو غیر ملکی سونا ضبط کیا ہے، جس کی مالیت تقریباً 14.81 کروڑ روپے بتائی گئی ہے۔ خفیہ اطلاع کی بنیاد پر 23 ستمبر کی علی الصبح کسٹمز کے فضائی خفیہ اطلاعاتی دستے کی مدد سے تینوں بھارتی مسافروں کو روکا گیا۔ سامان کی تفصیلی تلاشی کے دوران تقریباً 33.50 کلو کھانے کی اشیا برآمد ہوئیں، جن میں باریک پسا ہوا سونا ملا کر چھپایا گیا تھا۔ سونے کو دودھ پاؤڈر، جئی، مختلف اقسام کے آٹے، چاکلیٹ اور ناریل کے دودھ کے پاؤڈر میں اس طرح ملایا گیا تھا کہ وہ عام غذائی اشیا معلوم ہوں اور معمول کی جانچ سے بچ جائیں۔ حکام نے پیکٹوں کے مواد کو الگ کر کے اس کی جانچ کی، جس کے بعد مجموعی طور پر 9.40 کلو غیر ملکی سونا برآمد ہوا۔ محکمہ نے سونے کو کسٹمز قانون 1962 کی متعلقہ دفعات کے تحت ضبط کر کے تینوں مسافروں کو گرفتار کر لیا۔ پوچھ گچھ کے دوران تینوں نے مبینہ طور پر اعتراف کیا کہ وہ ایک ہی منظم سونا اسمگلنگ گروہ کے لیے ترسیل کار کے طور پر کام کر رہے تھے۔ ان سے حاصل معلومات کی بنیاد پر محکمہ نے مبینہ گروہ کی شناخت کر لی ہے اور دبئی سے ممبئی تک سونا پہنچانے کا انتظام کرنے والے افراد سمیت اس کے وسیع نیٹ ورک کی تحقیقات شروع کر دی ہیں۔

اداکار مشتاق خان کا انتقال

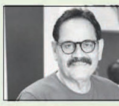

ممبئی: معروف اداکار مشتاق خان 75 برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ وہ بالخصوص مزاحیہ کرداروں کے لیے مشہور تھے اور کئی ہندی فلموں میں اپنی اداکاری سے ناظرین کو محظوظ کیا۔ ان کے انتقال کی خبر سے فلمی حلقوں میں غم کی لہر دوڑ گئی۔ مشتاق خان نے اپنے طویل فلمی کیریئر میں مختلف نوعیت کے کردار ادا کیے اور کئی مقبول فلموں کا حصہ رہے۔ ان کی اداکاری میں مزاحیہ کرداروں کے ساتھ ساتھ معاون اور سنجیدہ کردار بھی شامل تھے۔ فلمی دنیا سے وابستہ افراد نے ان کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے انہیں ایک باصلاحیت اور تجربہ کار فنکار قرار دیا۔

ممبئی کی جھوپڑپٹیوں پر یکم اکتوبر سے بلڈوزر چلنے کا خدشہ!

۱۴ فٹ سے بلند جھوپڑوں کے خلاف کارروائی پر فوری روک لگائی جائے، ابوعاصم اعظمی کا مطالبہ

ممبئی: ممبئی کی جھوپڑپٹیوں میں یکم اکتوبر ۲۰۲۶ سے ۱۴ فٹ سے زیادہ بلند جھوپڑوں کے خلاف مجوزہ کارروائی نے ہزاروں غریب خاندانوں کی نیندیں اڑا دی ہیں اور ان کے درمیان خوف و بے یقینی کی فضا پیدا ہو گئی ہے۔ سماجوادی پارٹی کے مہاراشٹر صدر و رکن اسمبلی ابو عاصم اعظمی نے اس کارروائی پر فوری روک لگانے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ حکومت پہلے جھوپڑپٹی مکینوں کی بازآبادکاری کا انتظام کرے، اس کے بعد ہی کسی کارروائی پر غور کیا جائے۔ ممبئی مراٹھی پترکار سنگھ میں منعقدہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اعظمی نے کہا کہ مانخورد، گوونڈی، ملاڈ مالونی، کرلا اور ساکی ناکہ سمیت ممبئی کے مختلف جھوپڑپٹی علاقوں میں شہری مجوزہ کارروائی سے شدید تشویش میں مبتلا ہیں۔ انہوں نے سوال اٹھایا کہ جب ان علاقوں کے مکین ووٹ دینے کے اہل ہیں تو پھر ان کے گھروں کو نشانہ کیوں بنایا جا رہا ہے؟ اعظمی نے مطالبہ کیا کہ جھوپڑپٹیوں میں غیر قانونی تعمیرات کی اجازت دینے یا ان کے قیام میں غفلت برتنے والے متعلقہ افسران اور حکام کے خلاف بھی کارروائی کی جائے، کیونکہ صرف غریب شہریوں کے مکانات کو نشانہ بنانا ناانصافی ہے۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ اس طرح کی پالیسیوں کے ذریعے خصوصاً اقلیتی طبقے کو نشانہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان کے مطابق ۱۴ فٹ کی حد مقرر کیے جانے سے جھوپڑپٹی مکینوں میں شدید بے چینی پیدا ہو گئی ہے اور اس کے نتیجے میں امن و قانون کا مسئلہ بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اعظمی نے بتایا کہ اس معاملے میں وزیر اعلیٰ دیویندر فڈنویس سے بھی فوری مداخلت اور کارروائی روکنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ پریس کانفرنس میں انہوں نے انتخابی کمیشن اور خصوصی نظرثانی مہم کے معاملے پر بھی حکومت کو تنقید کا نشانہ بنایا اور انتخابی عمل میں مبینہ بے ضابطگیوں کی جامع تحقیقات، ذمہ دار انتخابی افسران کے خلاف سخت کارروائی اور قانون کے مطابق جواب دہی طے کرنے کا مطالبہ کیا۔ اعظمی نے مہاراشٹر کے خشک سالی سے متاثرہ اضلاع میں فوری امداد پہنچانے، متاثرہ کسانوں کو مالی مدد اور ضروری سہولتیں فراہم کرنے کا مطالبہ بھی کیا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ اتر پردیش اسمبلی انتخابات کے پیش نظر ممبئی میں مقیم شمالی ہندوستانی شہریوں میں انتخابی بیداری پیدا کرنے کے لیے سماجوادی پارٹی کی جانب سے مہم چلائی جائے گی اور ان سے اپیل کی جائے گی کہ وہ اتر پردیش میں اپنے حق رائے دہی کا استعمال کریں۔

ممبئی-پونے شاہراہ پر کنٹینروں میں تصادم، دو ہلاک

ممبئی: ممبئی-پونے شاہراہ پر ہفتہ کی دوپہر تین کنٹینروں کے درمیان زبردست تصادم کے نتیجے میں دو افراد ہلاک ہو گئے۔ حادثے کے بعد ایک کنٹینر سے کیمیائی مادے جیسا سیال سڑک پر پھیل گیا، جس کے باعث علاقے میں تشویش پیدا ہو گئی اور شاہراہ پر آمد و رفت متاثر ہوئی۔ اطلاع ملتے ہی پولیس، امدادی دستے اور متعلقہ حکام موقع پر پہنچ گئے اور حادثے میں پھنسے افراد کو نکالنے کا کام شروع کیا۔ سڑک پر پھیلے مادے کے باعث احتیاطی اقدامات کرتے ہوئے متاثرہ حصے کو محفوظ بنانے کی کارروائی بھی کی گئی۔ حادثے کی وجہ اور ہلاک ہونے والوں کی شناخت کے بارے میں مزید معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔

وسرجن کے دوران معروف ریل اسٹار لاپتہ

کرشنا وشوکرما کا کئی گھنٹوں بعد بھی سراغ نہیں ملا، فائر بریگیڈ اور پولیس کی تلاش جاری

ممبئی: نالاسوپارہ کے کلمب سمندری ساحل پر گنیش وسرجن کے دوران ایک تشویشناک واقعہ پیش آیا، جہاں مشہور ریل کریئیٹر کرشنا وشوکرما سمندر میں اترنے کے بعد لاپتہ ہو گئے۔ یہ واقعہ جمعہ کی دوپہر تقریباً ساڑھے 12 بجے پیش آیا۔ کرشنا اپنے اہل خانہ اور رشتہ داروں کے ساتھ گنیش وسرجن کے لیے کلمب ساحل پر پہنچے تھے۔ وہ سماجی رابطوں کی ویب سائٹس پر ریل اور ویڈیوز بنانے کے باعث علاقے میں خاصے مقبول تھے اور نالاسوپارہ کے سنتوش دھون علاقے میں واقع درگا ماتا مندر کے قریب گروکرپا اپارٹمنٹ میں رہتے تھے۔ بتایا جاتا ہے کہ ویڈیو بنانے کے دوران کرشنا سمندر کے ایسے حصے میں چلے گئے جہاں ابتدا میں پانی زیادہ گہرا محسوس نہیں ہو رہا تھا، لیکن آگے بڑھتے ہی وہ اچانک گہرے پانی میں پہنچ گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اہل خانہ کے مطابق خدشہ ہے کہ جس مقام پر وہ پانی میں اترے وہاں سمندر کے اندر گہرا گڑھا ہو سکتا ہے، جس کے باعث پانی کی گہرائی کا اندازہ غلط ہو گیا۔ تاہم ان کے لاپتہ ہونے کی اصل وجہ ابھی واضح نہیں ہو سکی ہے۔

کرشنا کے غائب ہونے کے فوراً بعد اہل خانہ نے آس پاس موجود لوگوں کو اطلاع دی اور تلاش شروع کی، لیکن سمندر کی تیز لہروں اور خطرناک حالات کے باعث کوئی شخص پانی میں اتر کر تلاش کرنے کی ہمت نہیں کر سکا۔ اطلاع ملنے کے بعد وسئی ویرار میونسپل کارپوریشن کے فائر بریگیڈ اہلکاروں اور پولیس نے بڑے پیمانے پر تلاش شروع کی، جو رات دیر تک جاری رہی، تاہم کرشنا کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ حکام کی جانب سے واقعے کی مکمل تفصیلات اور کرشنا کے لاپتہ ہونے کی حتمی وجہ کے بارے میں مزید معلومات کا انتظار ہے۔

ووٹر فہرست نظر ثانی کے خلاف راج و ادھو ٹھاکرے کا مشترکہ مارچ

انتخابی فہرستوں سے نام حذف کیے جانے کے معاملے پر اعتراض، بڑی تعداد میں عوام سے شرکت کی اپیل

ممبئی: مہاراشٹر نونرمان سینا کے سربراہ راج ٹھاکرے اور شیوسینا (ادھو بالا صاحب ٹھاکرے) کے سربراہ ادھو ٹھاکرے نے ووٹر فہرستوں کی خصوصی گہری نظرثانی کے خلاف 4 اکتوبر کو ممبئی میں مشترکہ مارچ نکالنے کا اعلان کیا ہے۔ دونوں رہنماؤں نے انتخابی فہرستوں کی نظرثانی کے طریقۂ کار پر اعتراضات اٹھاتے ہوئے کہا ہے کہ اس معاملے کو عوام کے سامنے مؤثر انداز میں پیش کرنا ضروری ہے۔ مشترکہ مارچ کے اعلان کے بعد دونوں جماعتوں کے کارکنوں میں بھی سرگرمی بڑھ گئی ہے اور عوام سے بڑی تعداد میں شرکت کی اپیل کی جا رہی ہے۔ مہاراشٹر میں ووٹر فہرستوں کی خصوصی گہری نظرثانی کے دوران ناموں کی جانچ، حذف کیے جانے والے ناموں اور نئے ووٹروں کے اندراج کا عمل جاری ہے۔ اپوزیشن جماعتیں اس عمل پر مسلسل سوالات اٹھاتی رہی ہیں اور انتخابی فہرستوں سے اہل ووٹروں کے نام حذف ہونے کے خدشات ظاہر کرتی رہی ہیں۔ راج اور ادھو ٹھاکرے نے اسی معاملے کو بنیاد بناتے ہوئے ممبئی میں مشترکہ احتجاج کا فیصلہ کیا ہے۔ دونوں رہنماؤں کے درمیان سیاسی اختلافات کے باوجود ووٹر فہرستوں کے معاملے پر ان کا ایک ساتھ سڑک پر اترنا اہم پیش رفت قرار دیا جا رہا ہے۔ اس سے قبل بھی دونوں رہنما شہری اور انتخابی معاملات پر مشترکہ طور پر اپنی آواز بلند کر چکے ہیں۔ 4 اکتوبر کا مارچ خصوصی گہری نظرثانی کے خلاف ان کی مشترکہ سیاسی سرگرمی کا اہم مظاہرہ ہوگا، جس میں ووٹر فہرستوں کی شفافیت اور اہل ووٹروں کے نام برقرار رکھنے سے متعلق مطالبات اٹھائے جانے کا امکان ہے۔

'ٹیم تکارام منڈھے' ٹی شرٹ پر کمشنر کا جواب، صرف حمایت کافی نہیں!

تکارام منڈھے نے اداکارہ پریتی زنٹا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا، اصل کام اور درست طرزِ فکر اپنانا ضروری

ممبئی: مہاراشٹر کے خوراک و ادویات انتظامیہ کے کمشنر تکارام منڈھے نے خوراک میں ملاوٹ اور حفظانِ صحت کی خلاف ورزیوں کے خلاف جاری مہم کی حمایت پر اداکارہ پریتی زنٹا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا ہے کہ محض علامتی حمایت کافی نہیں بلکہ اس حمایت کو عملی اقدام میں تبدیل کرنا ضروری ہے۔ پریتی زنٹا حال ہی میں 'ٹیم تکارام منڈھے' تحریر والی سیاہ ٹی شرٹ پہنے نظر آئی تھیں اور انہوں نے تکارام منڈھے کی کارروائیوں کی حمایت کرتے ہوئے کہا تھا کہ ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کا وقت ہے۔ اس پر ردعمل ظاہر کرتے ہوئے منڈھے نے کہا کہ انہوں نے پریتی زنٹا سے ذاتی طور پر یا فون پر کوئی بات نہیں کی، تاہم 'ٹیم تکارام منڈھے' کا ذکر کرنے پر وہ ان کے شکر گزار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ معاشرے کے ہر طبقے میں اچھے ارادے رکھنے والے لوگ موجود ہیں اور انہیں اچھے مقاصد کے لیے ایک ٹیم کی شکل میں متحد ہونا چاہیے تاکہ اچھے خیالات اور عملی اقدامات کو فروغ دیا جا سکے۔

منڈھے نے واضح کیا کہ صرف 'ٹیم تکارام منڈھے' کی ٹی شرٹ پہن لینا کافی نہیں، محض نام یا عنوان ظاہر کرنے سے مقصد حاصل نہیں ہوگا بلکہ اصل کام کرنا اور درست طرزِ فکر اپنانا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ خوراک کی حفاظت صرف ایک شخص کی ذمہ داری نہیں بلکہ اجتماعی کوشش ہے اور ہر شہری کو ملاوٹ شدہ، غیر محفوظ یا غیر صحت بخش اشیا پر نظر رکھنی چاہیے اور شکایات متعلقہ محکمے تک پہنچانی چاہئیں۔ پریتی زنٹا کے علاوہ ملائکہ شراوت اور دیگر فلمی شخصیات نے بھی مہاراشٹر میں خوراک کے معیار اور حفظانِ صحت سے متعلق کارروائیوں کی حمایت کی ہے۔

آئندہ 36 گھنٹوں میں موسم کے معمول پر آنے کی امید: محکمۂ موسمیات

لکھنؤ: (پی این ایس) اتر پردیش میں گزشتہ 48 گھنٹوں سے ہو رہی شدید بارش اور موسم کی خراب صورتحال کے پیش نظر یوگی حکومت نے راحت اور بچاؤ کے نظام کو پوری طرح سے فعال کر دیا ہے۔ وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کی ہدایات کے مطابق انتظامیہ متاثرہ علاقوں کی مسلسل نگرانی کر رہی ہے۔ ہفتہ کو ریلیف کمشنر ڈاکٹر ہرشی کیش بھاسکر یشود نے متاثرہ اضلاع کے ضلع مجسٹریٹوں کو ہدایت دی کہ وہ شدید بارش سے متاثرہ خاندانوں سے ذاتی طور پر ملاقات کریں اور ان کے مسائل کے فوری حل کو یقینی بنائیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ عوام کی جان و مال کی حفاظت ہر حال میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹس کی اولین ترجیح ہونی چاہیے۔ ریلیف کمشنر نے انتظامیہ کو ہدایت دی کہ وہ نیپال میں شدید بارش کی وجہ سے سرحدی اضلاع بالخصوص مشرقی اتر پردیش میں ندیوں کی سطح میں اضافے کے امکان کے پیش نظر اضافی چوکسی اختیار کرے۔ متعلقہ ضلع مجسٹریٹس کو ندی کی سطح کی مسلسل نگرانی کرنے اور سیلاب سے بچاؤ اور بچاؤ ٹیموں کو چوکس

رکھنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ ملک کے محکمہ موسمیات کی پیشن گوئی کے مطابق، ریاست میں اگلے 36 گھنٹوں کے بعد موسم معمول پر آنے کی امید ہے۔ ریلیف کمشنر نے عوام سے اپیل کی کہ وہ اپنے گھروں سے صرف اس وقت نکلیں جب بالکل ضروری ہو اور محفوظ مقامات پر رہیں۔ انہوں نے لوگوں پر زور دیا کہ وہ انتظامیہ اور محکمہ موسمیات کی طرف سے جاری کردہ ہدایات پر عمل کریں۔ کسی بھی آفت کی صورت میں فوری مدد کے لیے ریلیف ہیلپ لائن نمبر 1070 پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ریلیف کمشنر نے اطلاع دی کہ ریاست بھر کے 63 اضلاع میں معمول سے زیادہ بارش ریکارڈ کی گئی ہے۔ گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران پوری ریاست میں معمول سے 19 گنا زیادہ بارش ہوئی۔ فرخ آباد میں معمول سے 200 گنا زیادہ، کانپور نگر میں 160 گنا زیادہ، قنوج، کانپور دیہات اور ہردوئی میں معمول سے 130 گنا زیادہ بارش ریکارڈ کی گئی۔ بھدوہی، دیوریا اور علی گڑھ میں معمول کی بارش ہوئی جبکہ غازی پور میں سب سے کم بارش ریکارڈ کی گئی۔ دریں اثناء باغپت، غازی آباد، متھرا، مظفر نگر، سہارنپور، شاملی، گوتم بدھ نگر اور ہاپوڑ میں بارش نہیں ہوئی۔ گزشتہ 48 گھنٹوں کے دوران ریاست میں شدید بارش اور طوفان کی وجہ سے 117 مکانات کے تباہ ہونے کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ریلیف کمشنر نے متعلقہ ضلع مجسٹریٹس کو ہدایت کی ہے کہ وہ متاثرہ خاندانوں کو انتہائی حساسیت کے ساتھ فوری طور پر منظور شدہ امداد فراہم کریں۔ انہوں نے انہیں ہدایت کی ہے کہ وہ فوری طور پر موسلا دھار بارشوں سے ہونے والے نقصانات کا سروے اور جائزہ لیں اور متاثرین کو قواعد کے مطابق امداد فراہم کریں۔ فیلڈ افسران کو بارشوں سے ہونے والے فصلوں کے نقصان کا فوری جائزہ لینے کی بھی ہدایت کی گئی ہے تاکہ متاثرہ کسانوں کو قواعد کے مطابق امداد فراہم کی جا سکے۔

رام گووند چودھری کا انتقال، اکھلیش کی تعزیت

لکھنؤ: (یو این آئی) سماجوادی پارٹی (ایس پی) کے قومی صدر اور اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ اکھلیش یادو نے پارٹی کے سینئر رہنما اور سابق وزیر رام گووند چودھری کے انتقال پر گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ چودھری سماجوادی تحریک کی اس نسل کے رہنما تھے، جس نے ابتدائی دور میں سماجواد کی شناخت اور نظریہ کو مضبوط کرنے کا کام کیا۔ مسٹر یادو نے کہا کہ "رام گووند چودھری جی سماجوادی تحریک کے اہم رہنما رہے ہیں۔ ابتدائی دور میں جب سماجواد کی شناخت بنانی تھی، وہ اس نسل کے لوگوں میں شامل تھے۔ ان کے چلے جانے سے سماجوادی تحریک اور سماجوادی پارٹی کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ اس دکھ کی گھڑی میں ہم تمام سماجوادی ان کے خاندان کے ساتھ ہیں۔"

اکھلیش یادو نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ رام گووند چودھری سماجوادی اقدار، اصولوں اور مقاصد کی مشعل کو ہمیشہ روشن رکھنے والے عظیم سماجوادی تھے۔ انہوں نے کہا کہ چودھری نے عظیم مجاہدِ آزادی اور سماجوادی رہنما جے پرکاش نارائن اور سابق وزیر اعظم چندر شیکھر کی قیادت میں سماجوادی نظریے کو آگے بڑھایا۔ انہوں نے کہا کہ بلیا کی انقلابی زمین سے طالب علموں کی سیاست کے کٹھن راستے سے ہوتے ہوئے اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر کے عہدے تک پہنچنے والے رام گووند چودھری کی

آواز اور ان کے دلائل کا ہمیشہ احترام کیا گیا۔ سماجی انصاف کے علمبردار کے طور پر وہ زندگی بھر جدوجہد کرتے رہے اور عوامی مفاد کو ہمیشہ سب سے زیادہ ترجیح دی۔ ایس پی صدر نے کہا کہ اپوزیشن لیڈر کے طور پر چودھری نے اس وقت بھی ایوان میں اپنی آواز بلند رکھی، جب اسمبلی میں سماجوادی پارٹی کے 50 اراکینِ اسمبلی (ایم ایل اے) بھی نہیں تھے۔ ان کے بولنے پر ایوان انہیں سنجیدگی سے سنتا تھا۔ اکھلیش نے ان کے بے باک بیانات، سچائی اور عوامی مسائل کے ساتھ وابستگی کو یاد کرتے ہوئے کہا کہ ان کی زمینی سیاست اور عوام سے گہرے تعلق نے انہیں سماجی سیاست کی ایک فعال درسگاہ بنا دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ رام گووند چودھری نے آئینی، جمہوری، سماجوادی اور سیکولر اقدار کے تحفظ کے ساتھ آزادی، مساوات اور فرد کے وقار و احترام کیلئے بے خوف ہو کر جدوجہد کرنے کی ترغیب دی۔ اکھلیش یادو نے کہا کہ سماجوادی پارٹی میں ایک مضبوط سماجوادی قیادت کے طور پر چودھری کا کردار ہمیشہ رہنما رہا۔ نیتا جی ملائم سنگھ یادو کے ساتھ سماجوادی مقاصد کے حصول کی جدوجہد میں ان کا مسلسل ساتھ رہا۔ انہوں نے کہا کہ اب سماجوادیوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے سینئر رہنماؤں کے خوابوں کو پورا کرنے کیلئے پوری ایمانداری اور عزم کے ساتھ متحد ہو کر آگے بڑھیں۔ اکھلیش یادو نے رام گووند چودھری کو دلی خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے غمزدہ خاندان سے تعزیت کا اظہار کیا۔

وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کی وزیر اعظم مودی سے ملاقات

لکھنؤ: (پی این ایس) اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ ہفتہ کو قومی دار الحکومت دہلی پہنچے اور وزیر اعظم نریندر مودی سے ملاقات کے لیے 7 لوک کلیان مارگ واقع وزیر اعظم کی سرکاری رہائش گاہ پہنچے۔ دہلی کے اپنے دورے کے دوران یوگی آدتیہ ناتھ کی بی جے پی کے قومی صدر نیتن نوین اور مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ سے بھی ملاقات متوقع ہے۔ یہ دورہ ایسے وقت میں ہو رہا ہے جب ایک روز قبل یوگی آدتیہ ناتھ اور مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ نے گریٹر نوئیڈا میں اتر پردیش انٹرنیشنل ٹریڈ شو 2026 میں شرکت کی تھی۔ پروگرام کے دوران وزیر اعلیٰ نے روس، ویتنام، بیلاروس، جاپان، سنگاپور اور دیگر شراکت دار ممالک کی کمپنیوں کے نمائندوں کے ساتھ گول میز اجلاس کیا اور انہیں اتر پردیش کے دفاع، ادویات، ہوا بازی، طبی آلات، زراعت اور مینوفیکچرنگ کے شعبوں میں سرمایہ کاری کی دعوت دی۔ ٹریڈ شو میں امت شاہ نے اتر پردیش میں سرمایہ کاری کے ماحول کا بھی ذکر کیا اور

ریاست میں امن و قانون کی صورتحال بہتر بنانے کا کریڈٹ یوگی آدتیہ ناتھ حکومت کو دیا۔ اس ہفتے کے شروع میں یوگی آدتیہ ناتھ اور بی جے پی کے قومی صدر نیتن نوین نے میرٹھ میں اتر پردیش اسمبلی انتخابات کی تیاریوں کے سلسلے میں پارٹی کی تنظیمی سرگرمیوں کا جائزہ لیا تھا۔ میٹنگ میں بوتھ، شکتی کیندر، منڈل اور ضلع کی سطح پر تیاریوں کا جائزہ لیا گیا۔ نیتن نوین نے پارٹی کارکنوں سے بھی ملاقات کی۔ اتر پردیش میں بی جے پی وزیر اعظم نریندر مودی کی عوامی زندگی کے 25 سال مکمل ہونے کے موقع پر 17 ستمبر سے 17 اکتوبر تک ایک ماہ طویل سیوا سنکلپ ابھیان بھی چلا رہی ہے۔ یوگی آدتیہ ناتھ اس مہم کی تیاریوں کا جائزہ لے چکے ہیں۔ اس مہم میں سرکاری اسکیموں کے مستحقین سے رابطہ، سماجی خدمت کی سرگرمیاں، ثقافتی پروگرام اور نوجوانوں سے متعلق پروگرام شامل ہیں۔ وزیر اعلیٰ کا تازہ دہلی دورہ اتر پردیش میں 2027 کے اسمبلی انتخابات سے قبل بی جے پی کی تنظیمی تیاریوں میں تیزی کے پس منظر میں بھی ہو رہا ہے۔ پارٹی کی توجہ زمینی سطح پر کارکنوں کو متحرک کرنے اور حکومت و تنظیم کے درمیان تال میل بڑھانے پر ہے۔ دہلی میں وزیر اعلیٰ کی دیگر ملاقاتوں کے بارے میں مزید تفصیلات کا انتظار ہے۔

14 انسپکٹروں اور 7 سب انسپکٹروں کی تعیناتی میں بدلاؤ

فرخ آباد: (پی این ایس) ضلع میں امن و امان کو مزید مضبوط بنانے کے لیے سپرنٹنڈنٹ آف پولیس آرتی سنگھ کی ہدایت پر 11 انسپکٹرز اور سب انسپکٹرز کے دائرہ اختیار کو تبدیل کیا گیا ہے۔ فہرست کے مطابق انسپکٹر رحمت خان کو پولیس لائنز سے انچیج کر کے آئی جی آر ایس پبلک گریوینس سیل کا انچارج بنا دیا گیا ہے۔ انسپکٹر پریم چندر کو پولیس لائنز سے تبدیل کر کے اے ایچ ٹی یو کا انچارج بنایا گیا ہے۔ انسپکٹر راجیش کمار سنگھ کا تبادلہ کوتوالی فتح گڑھ سے پولیس لائنز کر دیا گیا ہے۔ انسپکٹر پرمود کمار کو پولیس لائنز سے تبدیل کر کے یوپی 112 کا انچارج بنا دیا گیا ہے۔ سب انسپکٹر سندیپ کمار گوتم کو سینئر سب انسپکٹر کمل گنج سے کمیشن سیل کا انچارج بنا دیا گیا ہے۔ سب انسپکٹر موہت دویدی کو مادرواجہ پولیس اسٹیشن سے خداگنج پولیس اسٹیشن کمل گنج کا انچارج بنایا گیا ہے۔ سب انسپکٹر سبھاش چندرا کو خداگنج پولیس اسٹیشن کمل گنج سے مادرواجا تھانے میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ سب انسپکٹر راجیش کمار یادو کو پولیس لائنز سے فرخ آباد میں نخاس چوکی کا انچارج مقرر کیا گیا ہے، سب انسپکٹر آشیش کمار سنگھ کو پولس لائنز سے مادرواجہ تھانے میں رائے پور چوکی کا انچارج مقرر کیا گیا ہے، سب انسپکٹر شاکر علی کو نکونہ سے تھانہ چوکی کا انچارج اور لنچنگ پولس چوکی کا انچارج مقرر کیا گیا ہے۔ سب انسپکٹر ستیش چندر یادو کو پولیس لائنز سے بزنس سیل اور دشتی سیل کا انچارج مقرر کیا گیا ہے۔ محکمہ پولیس نے تمام ٹرانسفر ہونے والے افسران کو اپنی نئی پوسٹنگ پر چارج سنبھالنے کی ہدایت کی ہے۔

اتر پردیش شیعہ سنٹرل وقف بورڈ کی میٹنگ اہم فیصلے اور تجاویز منظور

لکھنؤ، (صحافت بیورو): اتر پردیش شیعہ سنٹرل وقف بورڈ کے صدر دفتر میں آج بورڈ کے چیئرمین علی زیدی کی صدارت میں

ایک اہم میٹنگ ہوئی۔ اس میٹنگ میں چیئرمین علی زیدی کے ساتھ ممبر ایڈووکیٹ شباہت حسین (ایڈووکیٹ) نے ذاتی طور پر حصہ لیا جبکہ سابق رکن اسمبلی بیگم نور بانو اور سرکاری سروس میں تعینات ممبر ڈاکٹر نورالحسن نقوی نے ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعے میٹنگ میں حصہ لیا۔ میٹنگ کے بعد بورڈ کے چیئرمین علی زیدی کی جانب سے جاری کی گئی ایک مختصر ریلیز میں بتایا گیا کہ ریاستی راجدھانی لکھنؤ کے اندرا بھون واقع اتر پردیش شیعہ سنٹرل وقف بورڈ کے دفتر میں منعقدہ اہم میٹنگ کے دوران ریاست کے مختلف اضلاع سے اپنے مسائل اور معاملات کو لے کر آئے لوگوں کی سنوائی کو یقینی بنایا گیا۔ مظفر نگر، سہارنپور، مراد آباد، بریلی، امروہہ، لکھنؤ، جونپور، کانپور، فرخ آباد، رائے بریلی سمیت کئی دیگر اضلاع سے آئے لوگوں کی شکایات سنی گئیں اور متعلقہ معاملات پر ضروری کارروائی کے احکامات دیے گئے۔ بورڈ کے سامنے پیش کیے گئے تقریباً تمام مسائل اور تجاویز پر بحث کے بعد کثرت رائے سے فیصلہ اور قراردادیں منظور کی گئیں۔

ووٹر لسٹ اور انتخابی عمل میں شفافیت کا کانگریس کا مطالبہ

لکھنؤ: کانگریس کی اتر پردیش قانون ساز پارٹی کی لیڈر آرادھنا مشرا (مونا) نے ہفتہ کو ایک پریس کانفرنس کی، جس میں الیکشن کمیشن کے کام کاج پر سوال اٹھایا۔ چیف الیکشن کمشنر گیانیش کمار کو نشانہ بناتے ہوئے انہوں نے ووٹر لسٹ اور انتخابی عمل میں شفافیت کا مطالبہ کیا۔ مونا نے الزام لگایا کہ کمیشن کے اندر درج اعتراضات کو نظر انداز کیا گیا۔ ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق الیکشن کمشنر سکھبیر سنگھ سندھو اور ووِیک جوشی نے مختلف فیصلوں اور طریقہ کار پر 10 مہینوں میں کم از کم 14 بار تحریری اعتراضات درج کرائے ہیں۔ ان میں نئے ووٹرز کو شامل کرنے، حذف کرنے اور بحال کرنے، فارم 6 میں تبدیلی اور ووٹر ڈیٹا کے انتظام سے متعلق مسائل شامل تھے۔ SIR اور ووٹر لسٹوں کے بارے میں سوالات: مونا نے اسپیشل انٹینسیو ریویژن (SIR) کے بارے میں بھی سوالات اٹھائے۔ انہوں نے کہا کہ ووٹر

لسٹ میں نام شامل کرنے یا حذف کرنے کا طریقہ کار واضح اور جوابدہ ہونا چاہیے۔ تاہم الیکشن کمیشن نے رپورٹ کے بعد کہا کہ SIR سمیت اس کے تمام فیصلے تینوں کمشنرز کی منظوری سے لیے گئے اور حتمی فیصلے متفقہ طور پر کیے گئے۔ مونا نے کہا کہ راہول گاندھی نے ہریانہ اسمبلی انتخابات کے بعد بھی ووٹر لسٹ پر سوالات اٹھائے تھے۔ انہوں نے ان مسائل پر کانگریس کی مہم جاری رکھنے کا عزم کیا۔ سی ای سی کی تقرری پر بھی توجہ دی گئی: مونا نے چیف الیکشن کمشنر کی تقرری کے عمل پر بھی سوال اٹھایا۔ 2023 کے قانون کے تحت سلیکشن کمیٹی وزیر اعظم، لوک سبھا میں اپوزیشن لیڈر اور وزیر اعظم کے ذریعہ نامزد کردہ مرکزی کابینہ کے وزیر پر مشتمل ہوتی ہے۔ سپریم کورٹ کے 2023 کے انوپ برنوال کے فیصلے میں وزیر اعظم، لوک سبھا میں قائد حزب اختلاف، اور چیف جسٹس آف انڈیا کو سلیکشن کمیٹی میں شامل کرنے کی سہولت فراہم کی گئی ہے جب تک کہ پارلیمنٹ قانون نہیں بناتی۔

ہائی وے کنارے کھڑی ٹریکٹر ٹرالی سے ٹکرائی کار، دو نوجوانوں کی موت

لکھیم پور کھیری: (یو این آئی) اتر پردیش کے لکھیم پور کھیری ضلع میں پیلی بھیت-بستی ہائی وے پر جمعہ کی دیر رات پیش

آئے سڑک حادثے میں ارٹیگا کار سوار دو نوجوانوں کی موت ہو گئی۔ پولیس کے مطابق، تھانہ کھیری علاقے کے گاؤں شنکر پور کے پاس ہائی وے کنارے کھڑی ٹریکٹر ٹرالی سے ارٹیگا کار ٹکرا گئی۔ حادثے میں کار سوار دونوں نوجوانوں کی موقع پر ہی موت ہو گئی۔ متوفین کی شناخت شہر کوتوالی علاقے کے رنگیلا نگر کے رہنے والے مودِت شرما (22) ولد ویریندر شرما اور بھوجپور کے رہنے والے سدھانشو پاٹھک عرف ستیم ولد سنجے پاٹھک کے طور پر ہوئی ہے۔ اطلاع ملتے ہی تھانہ کھیری پولیس موقع پر پہنچی اور لاشوں کو تحویل میں لے کر ضروری کارروائی شروع کر دی۔

کانپور: الیکشن کمیشن کو اپنی پوزیشن واضح کرنی چاہیے

اپوزیشن پر آئینی اداروں کو کمزور کرنے کا انوپریہ کا الزام

کانپور: (پی این ایس) مرکزی وزیر اور اپنا دل (ایس) کی قومی صدر انوپریہ پٹیل نے اپوزیشن پارٹیوں بالخصوص کانگریس پر آئینی اداروں کو کمزور کرنے کا سنگین الزام لگایا ہے۔ کانپور میں ایک عوامی ریلی سے خطاب کرنے کے لیے جاتے ہوئے میڈیا سے بات چیت میں کہا کہ الیکشن کمیشن کو اپوزیشن کے پروپیگنڈے پر اپنی پوزیشن واضح کرنی چاہیے تاکہ عوام کے ذہنوں میں کوئی الجھن پیدا نہ ہو۔ انوپریہ پٹیل نے کہا کہ پوری اپوزیشن ہر الیکشن میں این ڈی اے سے مسلسل ہار رہی ہے۔ اپوزیشن لیڈر اچھی طرح جانتے ہیں کہ آئندہ 2027 کے اتر پردیش اسمبلی انتخابات میں انہیں این ڈی اے کے ہاتھوں عبرتناک شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس ممکنہ شکست کا الزام اپوزیشن پر ڈالنے کے لیے اپوزیشن نے آئینی اداروں پر سوال اٹھانے کی اپنی پرانی عادت دوبارہ شروع کر دی

ہے۔ اپوزیشن کی حکمت عملی پر تنقید کرتے ہوئے مرکزی وزیر نے کہا کہ انتخابات سے قبل الجھن، افواہیں اور غلط معلومات پھیلانا اپوزیشن جماعتوں کے لیے سیاسی فائدہ حاصل کرنے کا طریقہ بن گیا ہے۔ 2024 کے انتخابات میں اپوزیشن نے انتشار پھیلا کر سیاسی فائدہ حاصل کیا لیکن 2027 کے انتخابات میں ایسی کوئی گنجائش نہیں ہونے دی جائے گی۔ جمہوریت میں انتخابات کی اہمیت کے پیش نظر الیکشن کمیشن کو آگے بڑھ کر سچ عوام کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔ جمہوری نظام پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اظہار رائے کی آزادی ہمارے ملک کی جمہوریت کی سب سے بڑی طاقت ہے، جہاں ہر فرد اور سیاسی جماعت کو اپنے خیالات کے اظہار کا حق حاصل ہے۔ تاہم انتخابات جیسے اہم عمل سے متعلق غیر ضروری تنازعات کو ختم کرنے کے لیے آئینی اداروں کے لیے صورتحال کو واضح کرنا ضروری ہے۔

نوئیڈا: ہائی کورٹ نے لیا بس حادثے کا از خود نوٹس

سلیپر بسوں کی سیکورٹی پر ریاستی حکومت سے جواب طلب

نوئیڈا: (پی این ایس) گریٹر نوئیڈا میں یمنا ایکسپریس وے پر سلیپر بس میں آگ لگنے کی وجہ سے 9 مسافروں کی دردناک موت ہو گئی تھی۔ اس حادثے کے سبب لوگوں میں غم و غصے کا ماحول ہے، اور اس معاملے کو الہ آباد ہائی کورٹ نے سنجیدگی سے لیا ہے۔ حادثے سے متعلق میڈیا رپورٹس کا از خود نوٹس لیتے ہوئے ہائی کورٹ نے ریاست میں چلنے والی سلیپر بسوں کی سیکورٹی اور نگرانی کے حوالے سے ریاستی حکومت سے جواب طلب کیا ہے۔ اس معاملے کی اگلی سماعت 13 اکتوبر کو ہوگی۔ جسٹس سوربھ شیام شمشیری کی سنگل بنچ نے معاملے کی سماعت کرتے ہوئے پرنسپل سکریٹری، پولیس ڈائریکٹر جنرل اور ایڈیشنل چیف سکریٹری ٹرانسپورٹ سمیت متعلقہ افسران کو ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعے طلب کیا۔ عدالت نے حادثے کی وجوہات، حادثے کے بعد اٹھائے گئے اقدامات اور ریاست میں مسافروں کی

سیکورٹی کے موجودہ انتظامات سے متعلق افسران سے معلومات طلب کی۔ سماعت کے دوران عدالت نے مختلف خبروں کا بھی حوالہ دیا۔ ان رپورٹس میں حادثے کے دوران مسافروں میں افراتفری اور مبینہ طور پر مدد ملنے میں ہوئی تاخیر جیسی باتوں کا بھی ذکر کیا گیا تھا۔ عدالت نے ملک میں گزشتہ 3 برسوں کے دوران بسوں میں آگ لگنے کے واقعات سے متعلق اعداد و شمار کا بھی نوٹس لیا۔ ہائی کورٹ نے سلیپر بسوں کی حفاظتی جانچ کے حوالے سے خصوصی ہدایات دی ہیں۔ عدالت نے کہا کہ رات کے وقت چلنے والی سلیپر بسوں کا اچانک اور مؤثر معائنہ کیا جائے۔ بسوں میں فائر فائٹنگ آلات، ہنگامی حفاظتی انتظامات اور دیگر مقررہ معیار کی جانچ میں کسی طرح کی لاپرواہی نہیں ہونی چاہیے۔ عدالت نے یہ بھی واضح کیا کہ حفاظتی معیار کی خلاف ورزی کی صورت میں کارروائی صرف ڈرائیور یا کنڈکٹر تک محدود نہیں رہنی چاہیے۔ بس آپریٹر اور لائسنس ہولڈر کی ذمہ داری بھی طے کی جانی چاہیے۔ سنگین بے ضابطگی پائے جانے پر لائسنس منسوخ کرنے یا دیگر قانونی کارروائی پر بھی غور کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

رام مندر کی سکیورٹی مضبوط کرنے کا عمل شروع

ایودھیا: (پی این ایس) ایک شفاف اور منظم نظام کو یقینی بنانے کے ساتھ ہی رام مندر کمپلیکس میں سیکورٹی کے نظام کو مضبوط بنانے کا عمل شروع ہو گیا ہے۔ اس سلسلے میں این ایس جی (نیشنل سیکورٹی گارڈ) کے کمانڈوز ہفتہ کو رام مندر کمپلیکس پہنچے اور سیکورٹی انتظامات کا جائزہ لیا۔ کمانڈوز نے مندر کے داخلی دروازے سمیت اہم مقامات کا معائنہ کیا اور عقیدت مندوں اور ان کے سامان کی سیکورٹی چیکنگ کا مشاہدہ کیا۔ رام للا کی سیکورٹی کے لیے داخلے کے انتظامات کو مسلسل مضبوط کیا جا رہا ہے۔ اہم داخلی مقامات پر عقیدت مندوں اور ان کے سامان کی جانچ کے عمل کو بڑھا دیا گیا ہے۔ سیکورٹی ایجنسیاں حساس علاقوں، رسائی کے راستوں اور کمپلیکس کے اندر حفاظتی انتظامات کا بھی جائزہ لے رہی ہیں۔ ذرائع کے مطابق رام مندر کمپلیکس کی حفاظت کو مضبوط بنانے کے لیے آنے والے دنوں میں مزید اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔ اس میں نئے واچ ٹاورز کی تنصیب اور جدید حفاظتی آلات اور ہتھیاروں سے لیس حفاظتی نظام کی تیاری شامل ہے۔ ریاستی حکومت نئے آلات اور ایجنسیوں کو شامل کر کے ایودھیا کی سیکورٹی کو جدید بنانے کے لیے بھی کام کر رہی ہے۔ اس تناظر میں ایودھیا میں این ایس جی کی موجودگی اور کردار کو وسعت دینے کی تیاریاں جاری ہیں۔ ریاستی حکومت نے مبینہ طور پر ملکی پورا اسمبلی حلقہ میں زمین کے ایک بڑے ٹکڑے پر این ایس جی ٹریننگ سینٹر کے قیام کو منظوری دے دی ہے۔ تعمیراتی کام جلد شروع ہونے کی امید ہے۔

کرنٹ کی زد میں آنے سے 10 سالہ لڑکے کی موت

گورکھپور: چلواتال تھانہ علاقے میں ہفتہ کی صبح کرنٹ کی زد میں آنے سے 10 سالہ لڑکے کی موت ہو گئی۔ یہ واقعہ راپتی نگر فیز 4 کے دررخواہ علاقے میں صبح 10 بجے کے قریب پیش آیا۔ سڑک پر گرے ہائی ٹینشن تار کی زد میں آنے سے ہمراج کی موقع پر ہی موت ہو گئی۔ اسے بچانے پہنچے 8 برس کے بچے کو بھی کرنٹ لگ گیا جس سے وہ جھلس گیا۔ 2 دن سے پڑا تھا سڑک پر تار: اطلاعات کے مطابق جھنگھا تھانہ علاقے کے راؤت پار کے رہنے والے راما یادو تقریباً 25 سال سے دادرخواہ علاقے میں اپنے کنبہ کے ساتھ رہ رہے ہیں۔ ان کی بیوی قریبی گھروں میں کام کرتی ہے۔ ہفتہ کی صبح، ان کا بیٹا ہمراج اپنی ماں سے ملنے نکلا تھا کہ وہ سڑک پر پڑے ہائی ٹینشن تار

سے ٹکرا گیا۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ تار دو روز سے سڑک پر پڑا تھا۔ یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ محکمہ بجلی کو معاملے کی اطلاع دے دی گئی ہے۔ الزام ہے کہ اس کے باوجود بجلی کی سپلائی بند نہیں کی گئی اور تار نہیں ہٹایا گیا۔ بجلی محکمہ کا گھیراؤ: ہمراج کی موت کے بعد محلے کے لوگ غصے سے بھڑک اٹھے۔ انہوں نے محکمہ بجلی کی حوالگی کا گھیراؤ کرتے ہوئے ہنگامہ آرائی کی اور ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کیا۔ اطلاع ملتے ہی ایس ڈی ایم صدر، سی او گورکھ ناتھ روی کمار سنگھ اور چلواتال، شاہ پور اور گلریہا تھانوں کی پولیس جائے وقوعہ پر پہنچی۔ افسران نے لوگوں کو سمجھا کر سمجھایا۔ پولیس نے لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دیا ہے۔ حادثے کے بعد اہل خانہ میں افراتفری اور محلے میں غم و غصہ ہے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی تعلیمی ومعاشی صورت حال پر بین الاقوامی کانفرنس کا اہتمام

اعلیٰ تعلیمی اداروں کو ایسے سازگار ماحول کی تشکیل جاری رکھنی چاہیے جو صلاحیتوں کو پروان چڑھائے، سماجی ترقی کے مواقع فراہم کرے اور نوجوانوں کو معاشرے اور ملک کے لیے بامعنی کردار ادا کرنے کے قابل بنائے: اے ایم یو وائس چانسلر پروفیسر نعیمہ خاتون

علی گڑھ، (پریس ریلیز)

:علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے مرکز برائے فروغِ تعلیمی وثقافتی ترقی برائے مسلمانانِ ہند (سپیکیمی) نے جے این ایم سی آڈیٹوریم میں "ہندوستان میں مسلمانوں کی تعلیمی و معاشی صورتِ حال: چیلنجز، مواقع اور پالیسی سفارشات" کے موضوع پر دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس کا آغاز کیا، جس میں ماہرین نے اہم تعلیمی وسماجی ومعاشی مسائل پر غور و خوض کرتے ہوئے شواہد پر مبنی حکمتِ عملیوں اور پالیسی اقدامات کے ذریعے جامع ترقی کو آگے بڑھانے کے امکانات کا جائزہ لیا۔

افتتاحی اجلاس کی صدارت اے ایم یو وائس چانسلر پروفیسر نعیمہ خاتون نے کی۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سابق طالب علم جناب منوج یادو آئی پی ایس، ڈائریکٹر جنرل، ہریانہ انسٹی ٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن نے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ جواہر لعل نہرو یونیورسٹی کے شعبہ معاشیات کے سابق پروفیسر ابیتابھ کنڈو نے کلیدی خطبہ پیش کیا، جبکہ انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ ٹکنالوجی، حیدرآباد کے ڈائریکٹر پروفیسر کے ایم بہار الاسلام بطور مہمانِ اعزازی شریک ہوئے۔

اپنے صدارتی خطاب میں پروفیسر نعیمہ خاتون نے تعلیمی و معاشی مواقع کو وسعت دینے کے لیے مسلسل کوششوں کی اہمیت پر زور دیا اور جامع و مساوی ترقی کے فروغ میں جامعات کے کردار کو اجاگر کیا۔ انہوں نے کہا کہ اعلیٰ تعلیمی اداروں کو ایسے سازگار ماحول کی تشکیل جاری رکھنی چاہیے جو صلاحیتوں کو پروان چڑھائے، سماجی ترقی کے مواقع فراہم کرے اور نوجوانوں کو معاشرے اور ملک کے لیے بامعنی کردار ادا کرنے کے قابل بنائے۔

جناب منوج یادو آئی پی ایس نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں اپنے طالب علمی کے زمانے کو یاد کرتے ہوئے قومی ترقی میں کمیونٹیز کی مؤثر شرکت کے لیے تعلیم، ہنر فروغ، ادارہ جاتی تعاون اور مساوی مواقع کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ انہوں نے کہا کہ معیاری تعلیم اور مناسب مہارتوں کے ذریعہ افراد کو بااختیار بنانے سے ملک کی معاشی وسماجی ترقی میں نتیجہ خیز شرکت کی ان کی صلاحیت مضبوط ہوسکتی ہے۔

پروفیسر ابیتابھ کنڈو نے مسلمانوں کی تعلیمی اور سماجی و معاشی صورتِ حال کا تفصیلی جائزہ پیش کیا اور قابلِ اعتماد اعداد وشمار، ہدف پر مبنی اقدامات اور موزوں پالیسی تدابیر کی اہمیت پر زور دیا۔ پروفیسر کے ایم بہار الاسلام نے تعلیم، معاشی خود اختیاری اور ادارہ جاتی صلاحیت سازی کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے علمی بصیرت اور پالیسی سفارشات کو عملی اقدامات میں تبدیل کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

اس موقع پر وائس چانسلر اور دیگر معززین نے سپیکیمی کے جریدے "نقشِ فردا" اور کانفرنس کے یادگاری مجلّے کی بھی رونمائی کی۔ سپیکیمی کے ڈائریکٹر پروفیسر محمد محب الحق نے استقبالیہ خطاب پیش کرتے ہوئے تحقیق، مکالمے اور بامعنی علمی سرگرمیوں کے ذریعے تعلیمی، ثقافتی اور سماجی و معاشی ترقی کو فروغ دینے کے تئیں مرکز کے عزم کو اجاگر کیا۔ سپیکیمی کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور کانفرنس کے شریک کنوینر ڈاکٹر احمد مجتبیٰ صدیقی نے خوش اسلوبی کے ساتھ نظامت کے فرائض انجام دیتے ہوئے اپنے اشعار کے ذریعہ تقریب میں ادبی رنگ بھر دیا۔

اس کے بعد کانفرنس میں تکنیکی نشستوں کا آغاز ہوا، جن میں مقالے پیش کیے گئے اور مرکزی موضوع کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ ان مباحث میں عصری چیلنجوں، ابھرتے ہوئے مواقع اور پالیسی پر مبنی حکمت عملیوں پر توجہ مرکوز کی گئی، جن کا مقصد تعلیمی ترقی، معاشی خود اختیاری اور جامع ترقی کو مضبوط بنانا ہے۔

آئی اے ایس اسکول اسارا میں حاجی روز الدین انٹر اسکول اردو تقریری مقابلہ

باغپت، شاملی اور مظفر نگر کے 11 اسکولوں کے طلبہ وطالبات کی بھرپور شرکت

دیوبند (عارف عثمانی) انٹرنیشنل اکیڈمی آف اسکالرز (آئی اے ایس) اسارا میں حاجی روز الدین بین المدارس اردو تقریری مقابلے کا انعقاد کیا گیا۔ اس مقابلے میں ضلع باغپت، شاملی اور مظفر نگر کے 11 اسکولوں کے طلبہ و طالبات نے جوش و خروش کے ساتھ شرکت کی اور اردو زبان میں اپنے خیالات کا مؤثر اور پُراعتماد انداز میں اظہار کیا۔ پروگرام کے مہمانِ خصوصی پروفیسر (ڈاکٹر) لقمان خان نے طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے انہیں مسلسل محنت کرنے، اپنے علم و صلاحیتوں کو فروغ دینے اور ملک کی ترقی میں فعال کردار ادا کرنے کی ترغیب دی۔ مقابلہ دو زمروں میں منعقد کیا گیا۔ سب جونیئر زمرے میں جماعت سوم تا پنجم جبکہ جونیئر زمرے میں جماعت ششم تا ہشتم کے طلبہ وطالبات نے حصہ لیا۔ دونوں زمروں میں اول، دوم اور سوم مقام حاصل کرنے والے طلبہ کو ٹرافی اور سرٹیفکیٹ سے نوازا گیا۔ مقابلے کے نتائج، سب جونیئر زمرہ اول مقام ارفع، جماعت چہارم، دوم مقام حذیفہ، جماعت پنجم، سوم مقام رویش چودھری، جماعت پنجم۔ جونیئر زمرہ میں اول مقام عمرہ صدیقی، جماعت ہشتم، دوم مقام صوفیہ، جماعت ششم، سوم مقام عبدالکریم، جماعت ہشتم فاتح رہے۔ مقابلے میں زاہدہ رئیس اور تحسین علی اساراوی نے بطور جج اپنے فرائض انجام دیے۔ ججز نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اردو محض ایک زبان نہیں بلکہ ہماری مشترکہ تہذیب، ادب اور ثقافتی ورثے کی ایک اہم شناخت ہے۔ اردو کے فروغ اور تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ بچوں اور نوجوانوں کو اردو پڑھنے، لکھنے اور اسٹیج پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کیے جائیں۔ اسکول کی سطح پر منعقد ہونے والے اس طرح کے مقابلے طلبہ میں اردو زبان کے تئیں دلچسپی، خود اعتمادی اور لسانی صلاحیتوں کو فروغ دینے کا مؤثر ذریعہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اردو کے فروغ کا آغاز نئی نسل سے ہونا چاہیے۔ باغپت، شاملی اور مظفر نگر کے مختلف اسکولوں کے طلبہ کا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوکر اردو میں اپنے خیالات کا اظہار کرنا اردو زبان سے ان کی دلچسپی اور وابستگی کو ظاہر کرتا ہے۔ اس طرح کے پروگرام اردو کے فروغ واشاعت کے ساتھ ساتھ طلبہ کو اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنے کا اہم موقع بھی فراہم کرتے ہیں۔ نیو انڈیا ایجوکیشن ٹرسٹ کے چیئرمین ڈاکٹر انیس احمد نے کہا کہ بچوں میں اردو زبان کے تئیں دلچسپی پیدا کرنا اور انہیں اسٹیج پر اپنے خیالات مؤثر انداز میں پیش کرنے کا موقع فراہم کرنا اس مقابلے کا بنیادی مقصد ہے۔

گاندھی جینتی پر اسکولوں میں چلے گی پاکسو بیداری مہم

ڈسٹرکٹ لیگل سروسز اتھارٹی نے متعلقہ محکموں کے افسران کے ساتھ کوآرڈینیشن میٹنگ منعقد

ذاکر علی بیگ

مرادآباد (صحافت بیورو) گاندھی جینتی کے موقع پر ضلع بھر کے اسکولوں میں POCSO ایکٹ 2012 کی دفعات اور اس کے قانونی اثرات کے بارے میں ایک خصوصی بیداری مہم چلائی جائے گی۔ مہم کے کامیاب انعقاد کو یقینی بنانے کے لیے ڈسٹرکٹ لیگل سروسز اتھارٹی نے متعلقہ محکموں کے افسران کے ساتھ کوآرڈینیشن میٹنگ کی۔ یہ مہم، جو اتر پردیش اسٹیٹ لیگل سروسز اتھارٹی، لکھنؤ کی ہدایت اور ڈسٹرکٹ جج/چیئرمین ڈسٹرکٹ لیگل سروسز اتھارٹی سائی موج بن عاصم کی رہنمائی میں چلائی گئی تھی، اس میں ڈسٹرکٹ اسکول انسپکٹر، ڈسٹرکٹ بیسک ایجوکیشن آفیسر، ڈسٹرکٹ انفارمیشن آفیسر، چائلڈ ڈیولپمنٹ پروجیکٹ آفیسر، اور چائلڈ لائن کے نمائندوں نے شرکت کی۔ میٹنگ میں اسکولوں کے انتخاب، دیہی اور دور دراز علاقوں میں اسکولوں کی شمولیت، اور بچوں کو عمر کے لحاظ سے اور بچوں کے لحاظ سے حساس انداز میں POCSO ایکٹ کے بارے میں معلومات فراہم کرنے پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ ڈسٹرکٹ لیگل سروسز اتھارٹی کی سکریٹری تاپسیا ترپاٹھی نے بتایا کہ عدالتی افسران منتخب اسکولوں کی دعائیہ میٹنگوں کے دوران طلباء کو بچوں کے تحفظ، POCSO ایکٹ کی اہم دفعات اور قانونی اثرات کے بارے میں تعلیم دیں گے۔ عہدیداروں کو مہم کے کامیاب انعقاد کے لئے ضروری تعاون اور تال میل کو یقینی بنانے کی ہدایت دی گئی۔

کتابیں اور رسالے علم کی دنیا کے دروازے کھولتے ہیں: ڈاکٹر رخشندہ روحی

پبلک گرلز انٹر کالج کی سالانہ میگزین کا اجراء

دیوبند (عارف عثمانی) پبلک گرلز انٹر کالج دیوبند میں کالج کی سالانہ میگزین 'علم کی روشنی' کا رسم اجراء آج یہاں شیخ الہند ہال میں عمل میں آیا۔ پروگرام کی صدارت محمد ایاز صدیقی نے کی۔ مہمان خصوصی کے طور صحافی شیومنی تیاگی اور نامور مصنفہ و جامعہ ملیہ اسلامیہ کی پروفیسر رخشندہ روحی مہدی موجود رہیں۔ نظامت کالج کی معلّمہ زیبا نگہت نے مؤثر انداز میں کی۔ پروگرام کے آغاز میں کالج پرنسپل صبا حبیب صدیقی نے تمام مہمانوں کا گلدستے پیش کر کے استقبال کیا۔ اس موقع پر محمد ایاز صدیقی نے کہا کہ تعلیم صرف ڈگری حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں، بلکہ بہتر انسان اور ذمہ دار شہری بننے کی بنیاد ہے۔ طالبات میں پڑھنے، سوچنے اور معاشرے کے لیے کچھ کرنے کا جذبہ پیدا کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اشوک گپتا نے کہا کہ 'علم کی روشنی' جیسے رسالے طالبات کو اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ اسکولوں میں تعلیم کے ساتھ ادبی اور تخلیقی سرگرمیوں کو بھی فروغ دیا جانا چاہیے۔ ڈاکٹر رخشندہ روحی نے طالبات سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کتابیں اور رسالے علم کی دنیا کے دروازے کھولتے ہیں۔ طالبات کو صرف نصاب تک محدود نہیں رہنا چاہیے، بلکہ ادب کا مطالعہ کرنے اور اپنے خیالات کو تحریر کے ذریعے سامنے لانے کی عادت اپنانی چاہیے۔ شیومنی تیاگی اور شائستہ پروین نے کہا کہ طالبات کی صلاحیتوں کو پلیٹ فارم فراہم کرنا انہیں خودکفیل اور پراعتماد بنانے کی سمت میں ایک اہم قدم ہے۔ ایسی سرگرمیاں ان کی شخصیت سازی میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اسکول کے منیجر نے کہا کہ ادارے کی کوشش ہے کہ طالبات کو معیاری تعلیم کے ساتھ ادب، ثقافت اور سماجی اقدار سے بھی جوڑا جائے۔ 'علم کی روشنی' اسی سوچ کا نتیجہ ہے۔ سکریٹری انس صدیقی نے کہا کہ طالبات کی صلاحیتوں کو سامنے لانے کے لیے اسکول میں مسلسل تخلیقی سرگرمیاں منعقد کی جاتی ہیں۔ رسالے میں طالبات کی تحریروں کو جگہ دے کر انہیں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔ نجم عثمانی اور ماسٹر شمیم کیرت پوری نے ادبی انداز میں کہا کہ جس معاشرے کی بیٹیاں کتابوں سے دوستی کر لیتی ہیں، اس معاشرے کا مستقبل روشن ہوتا ہے۔ انہوں نے طالبات کو مسلسل پڑھنے، لکھنے اور اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کا پیغام دیا۔ آخر میں پرنسپل صبا حبیب صدیقی نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ پروگرام میں ڈاکٹر ناظمہ، حاجی فیروز خان، عدیل صدیقی، فیضی صدیقی، غزالی صدیقی، محمد شہزاد، اسماعیل قریشی، محمد خذیمہ، شبانہ صفوان، روبینہ شہزاد، شاکرہ، شبانہ ذکی سمیت کالج کا تمام عملہ، طالبات اور ان کے والدین موجود رہے۔

اے ایم یو گرلز اسکول میں انٹر اسکول تقریری مقابلہ منعقد

علی گڑھ، (پریس ریلیز): اے ایم یو گرلز اسکول نے ادبی ہفتہ کی تقریبات کے تحت انٹر اسکول تقریری مقابلہ منعقد کیا، جس میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے 9 اسکولوں نے شرکت کی۔ شعبہ انگریزی کے پروفیسر محمد رضوان خان، ڈین، فیکلٹی آف آرٹس نے بحیثیت مہمانِ خصوصی شرکت کی۔ ججوں کے پینل میں ویمنس کالج کی پروفیسر نازیہ حسن اور ڈاکٹر فوزیہ فریدی شامل تھیں۔ پروفیسر محمد رضوان خان نے اسکول کی کاوشوں اور مقابلے میں طلبہ کی پُرجوش شرکت کو سراہا۔ ڈیجیٹل ہیومنزم کے ابھرتے ہوئے تصور پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے طلبہ پر زور دیا کہ وہ مصنوعی ذہانت کا دانش مندی سے استعمال کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ وہ مصنوعی ذہانت پر عبور حاصل کریں، نہ کہ مصنوعی ذہانت ان پر حاوی ہو جائے۔ انہوں نے ہر طالب علم کی انفرادی صلاحیتوں اور استعداد کو پہچاننے اور پروان چڑھانے کی اہمیت پر بھی زور دیا۔ وربل اور نان وربل ابلاغ کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جسمانی حرکات وسکنات اکثر الفاظ سے زیادہ اظہار کرتی ہیں اور مؤثر اظہار میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اے ایم یو گرلز اسکول کی پرنسپل محترمہ آمنہ ملک نے طلبہ میں تخلیقی صلاحیت، تنقیدی فکر، ابلاغی مہارت اور اعتماد پیدا کرنے میں ادبی سرگرمیوں کے کردار کو اجاگر کیا۔ نویں تا بارہویں جماعت (گروپ اے) کے طلبہ نے "مصنوعی ذہانت کی دنیا میں مطالعے کی اہمیت" کے موضوع پر تقریریں کیں، جبکہ جماعت ششم تا ہشتم (گروپ بی) کے طلبہ نے "دنیا کو بدلنے میں کہانیوں کا کردار" موضوع پر اظہارِ خیال کیا۔ گروپ اے میں اے ایم یو اے بی کے ہائی اسکول بوائز کے اسمر عرفات نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔ ایس ٹی ایس اسکول کے محمد عبداللہ اور آر ایم پی ایس اے ایم یو ٹی اسکول کے نعیم مرزا نے مشترکہ طور پر دوسری پوزیشن حاصل کی۔ اے ایم یو گرلز اسکول کی حبا ناصر نے تیسرا مقام حاصل کیا، جبکہ سینئر سیکنڈری اسکول گرلز کی انعم فاطمہ کو حوصلہ افزائی انعام دیا گیا۔ گروپ بی میں اے ایم یو گرلز اسکول کی ونشیکا دیش راجن نے پہلی پوزیشن، احمدی اسکول برائے نابینا طلبہ کی جمن نور نے دوسری پوزیشن اور آر ایم پی ایس اے ایم یو ٹی اسکول کے محمد ثمر نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ اے ایم یو اے بی کے ہائی اسکول گرلز کی انوشکا سکینہ کو حوصلہ افزائی انعام دیا گیا۔ پروگرام کی نگرانی ثقافتی امور کی انچارج محترمہ عرشی ظفر خان نے کی۔ محترمہ زیبا نواز نے انچارج کی حیثیت سے خدمات انجام دیں، جبکہ محترمہ بشریٰ کرمانی اور محترمہ نصرت پروین نے رابطہ کاری کی ذمہ داری سنبھالی۔ گیارہویں جماعت سائنس کی صفت مرزا اور بارہویں جماعت سائنس کی آفرین فاطمہ نے نظامت کے فرائض انجام دئے۔ اختتامی کلمات بارہویں جماعت سائنس کی طالبہ اور ہیڈ گرل ازلفا صادق نے پیش کیے۔

جمعیۃ اتراکھنڈ نے یتیم بچوں کے لئے مکان کی تعمیر کرایا

جمعیۃ غریبوں اور یتیموں کی مدد کے لیے مسلسل کام کرتی رہی: محمد شاہ نظر

دیوبند (عارف عثمانی)

مسلسل بارش کے دوران مکان منہدم ہونے کے بعد کھلے آسمان تلے رہنے پر مجبور تین یتیم بچوں کی مدد کے لیے جمعیۃ علماء اتراکھنڈ آگے آئی ہے۔ جمعیۃ کی ٹیم نے گاؤں بھیما والا پہنچ کر سماجی تعاون سے بچوں کے مکان کی تعمیر مکمل کراتے ہوئے اس کی چھت ڈلوا دی۔ مکان پر چھت پڑنے کے بعد بچوں کے چہروں پر خوشی لوٹ آئی، جبکہ گاؤں کے لوگوں نے جمعیۃ کے اس فلاحی اقدام کو سراہا۔ گاؤں بھیما والا میں 5 اگست 2026 کو مسلسل بارش کے باعث تین یتیم بچوں سہیل ملک، محمد سلمان اور اسرائیل کا کچا مکان اچانک منہدم ہوگیا تھا۔ حادثے میں بچوں کے سر سے چھت چھن گئی اور وہ کھلے آسمان تلے رہنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ تینوں بچوں کے والدین کا پہلے ہی انتقال ہو چکا ہے۔ واقعہ کی اطلاع ملنے پر جمعیۃ علماء ہند اتراکھنڈ کی ٹیم نے 7 اگست کو موقع پر پہنچ کر حالات کا جائزہ لیا تھا۔ بچوں کی حالت دیکھ کر ٹیم نے ہر ممکن مدد کی یقین دہانی کراتے ہوئے مکان کی تعمیر میں تعاون اور چھت ڈلوانے کا وعدہ کیا تھا۔ جمعیۃ نے اپنے وعدے کو پورا کرتے ہوئے ہفتہ کے روز دوبارہ گاؤں پہنچ کر سماجی تعاون سے مکان کی تعمیر کا کام مکمل کرایا اور چھت ڈلوائی۔ چھت پڑنے کے بعد بچوں کو محفوظ رہائش ملنے کی امید پیدا ہوئی ہے۔ اس موقع پر گاؤں کے لوگوں نے جمعیۃ کے اقدام کو سراہتے ہوئے کہا کہ سرکاری امداد کا انتظار طویل ہونے کے دوران جمعیۃ نے آگے بڑھ کر یتیم بچوں کی مدد کی۔ جمعیۃ علماء اتراکھنڈ کے میڈیا انچارج و ترجمان محمد شاہ نظر نے بتایا کہ بارش میں مکان منہدم ہونے کی اطلاع ملنے کے بعد جمعیۃ کی ٹیم نے موقع کا دورہ کیا تھا۔

اس وقت بچوں سے مکان کی چھت ڈلوانے کا وعدہ کیا گیا تھا، جسے سماجی تعاون سے اب پورا کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمعیۃ سماجی مفاد، آفات سے متاثرہ افراد کی امداد، غریبوں اور یتیموں کی مدد کے لیے مسلسل کام کرتی رہی ہے اور آئندہ بھی ایسے فلاحی کام جاری رکھے گی۔ اس موقع پر جمعیۃ کے وفد میں ضلع دہرادون یونٹ کے جنرل سکریٹری قاری عابد، دہرادون شہر کے صدر مفتی ایاز احمد، ضلع خزانچی ماسٹر عبدالستار، وکاس نگر یونٹ کے جنرل سکریٹری مولانا عبدالخالق، قاری فرید سمیت دیگر افراد موجود تھے۔

عدالتی کام باہمی تعاون اور اچھے ربط کے ذریعے ہی آسانی سے آگے بڑھتا ہے

سول بار ایسوسی ایشن دیوبند کی نومنتخب ایگزیکٹو کمیٹی نے حلف لیا

دیوبند (عارف عثمانی) سول بار ایسوسی ایشن دیوبند کی سال 26-27 کے لیے نومنتخب ایگزیکٹو کمیٹی کی حلف برداری کی تقریب سول بار ایسوسی ایشن کے آڈیٹوریم میں منعقد ہوئی۔ مہمان خصوصی ضلع جج ستیندر کمار اور مہمان خصوصی، بار کونسل آف اتر پردیش پریاگ راج کے چیئرمین شیو کشور گوڑ نے نومنتخب عہدیداروں کو عہدہ اور ذمہ داریوں کا حلف دلایا۔ اس موقع پر ڈسٹرکٹ جج ستیندر کمار نے کہا کہ بار اور بنچ عدالتی نظام کے دو اہم اجزاء ہیں۔ عدالتی کام باہمی احترام، تعاون اور اچھے ربط کے ذریعے ہی آسانی سے آگے بڑھتا ہے۔ وکلاء اور عدالتی افسران کا مشترکہ مقصد مدعیان کو بروقت اور غیر جانبدارانہ انصاف فراہم کرنا ہونا چاہیے۔ بار کونسل آف اتر پردیش کے چیئرمین شیو کشور گوڑ نے وکالت کو عدالتی نظام میں ایک اہم کڑی قرار دیا۔ میٹنگ کی صدارت بزرگ کمیٹی کے چیئرمین دھرم پال تیاگی نے کی اور اس کی صدارت سندیپ شرما اور ٹھاکر سریندر پال سنگھ نے کی۔ اسوسی ایشن کے صدر سریندر کمار تیاگی، جنرل سکریٹری آشیش کمار شرما، اور خزانچی گلستہ نے مہمانوں اور موجود وکلاء کا شکریہ ادا کیا۔

فرسٹ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج سہارنپور محمد احمد، فرسٹ ایڈیشنل اے سی جے ایم سہارنپور پپو کمار، ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج دیوبند دیوبندر ناتھ سنگھ، سول جج جونیئر ڈویژن آشیش آنند، ایڈیشنل سول جج جونیئر ڈویژن گورودیپ سنگھ، الیکشن آفیسر پردیپ کمار اگروال، اور کو-الیکشن آفیسر، یش پال پروگرام میں بڑی تعداد میں وکلاء موجود تھے۔

ڈاکٹروں کی غیر حاضری پر سی ایم او کا سخت ایکشن

ذاکر علی بیگ

مرادآباد (صحافت بیورو) ضلع میں صحت کی خدمات کو بہتر بنانے اور ڈاکٹروں کی ان کے مقرر کردہ کام کے مقامات پر باقاعدگی سے حاضری کو یقینی بنانے کے لیے چیف میڈیکل آفیسر ڈاکٹر کلدیپ سنگھ نے ایکشن لینا شروع کر دیا ہے۔ 22 ستمبر کو ضلع میں تعینات میڈیکل افسران کی حاضری ویڈیو کال کے ذریعے چیک کی گئی۔ اس دوران آٹھ ڈاکٹرز اپنے مقررہ کام کے مقامات سے غیر حاضر پائے گئے۔ غیر حاضر پائے جانے والے ڈاکٹروں میں ڈاکٹر نیہا سنگھ، اے پی ایچ سی رتن پور کلاں، ڈاکٹر سنجیو کمار، پی ایچ سی جانگیر پور، ڈاکٹر آشیش کمار سنگھ، پی ایچ سی سہالیکھدر اور دلاری، ڈاکٹر بھارتی، اے پی ایچ سی رتن پور کلاں، ڈاکٹر دیویش پرتاپ سنگھ، پی ایچ سی عمری کلاں کانتھ، پی ایچ سی بڈھن پور، ڈاکٹر بڈھن پور، ڈاکٹر سنہ پور ہریودھ، پی ایچ سی بھگت پور ٹانڈہ بھوجپور، اور ڈاکٹر ریکھا ساگر، پی ایچ سی دیوی پورہ بھوجپور۔ سی ایم او نے 22 ستمبر کے تمام غیر حاضر ڈاکٹروں کی ایک دن کی تنخواہ فوری طور پر اگلے احکامات تک معطل کرنے کا حکم دیا ہے۔ تمام متعلقہ ڈاکٹروں سے کہا گیا ہے کہ وہ تین دن کے اندر اپنے نوڈل افسر کے ذریعے اپنی غیر حاضری کی وجہ بتاتے ہوئے وضاحت پیش کریں۔ سی ایم او نے کہا کہ مریضوں کو صحت کی بہتر اور قابل رسائی خدمات فراہم کرنے کے لیے صحت کی سہولیات پر ڈاکٹروں اور ہیلتھ ورکرز کی بروقت حاضری ضروری ہے۔

شادی کی خوشیاں ماتم میں تبدیل

بھتیجی کی شادی میں شریک ہونے آرہے چچا کی سڑک حادثہ میں موت

دیوبند (عارف عثمانی) موٹر سائیکل پر سوار ہوکر اپنی بھتیجی کی شادی میں شرکت کے لئے آرہے چچا کی نیل گائے سے ٹکرانے کے بعد سڑک حادثہ میں موت ہوگئی، جس سے گھر کی تمام خوشیاں ماتم میں تبدیل ہوگئی۔ اسٹیٹ ہائی وے 59 پر نیل گائے ٹکرانے کے بعد موت ہوگئی۔ جب کہ موٹر سائیکل پر سوار دوسرا شخص شدید زخمی ہوگیا۔ حادثے کی خبر سے اہل خانہ میں کہرام مچ گیا۔ روتے ہوئے لواحقین بغیر کسی قانونی کارروائی کے لاش اپنے ساتھ لے گئے۔ جبکہ زخمی کو اعلیٰ مرکز میں ریفر کردیا گیا ہے۔ فتح پور تھانہ علاقہ کے دتولی مغل گاؤں کا رہنے والا اخلاق عرف کاکا (44) رات گئے مظفر نگر سے اپنے دوست مبین کے ساتھ موٹر سائیکل پر نکلا تھا۔ جیسے ہی ان کی موٹر سائیکل اسٹیٹ ہائی وے 59 پر ٹول پلازہ کے قریب پہنچی، وہ ایک کھیت سے نکلی نیل گائے سے ٹکرا گئی۔ اخلاق موقع پر ہی جاں بحق جبکہ مبین شدید زخمی ہوگیا۔ پولیس جائے وقوعہ پر پہنچی، زخمیوں کو علاج کے لیے دیوبند سی ایچ سی میں داخل کرایا، اور متوفی کے اہل خانہ کو واقعے کی اطلاع دی۔ حادثے کی خبر سے اہل خانہ میں کہرام مچ گیا۔ روتے ہوئے اہل خانہ دیوبند سی ایچ سی پہنچے اور کوئی قانونی کارروائی نہ کرتے ہوئے لاش کو اپنے ساتھ لے گئے۔ اس کے بعد اہل خانہ بہتر علاج کے لیے مبین کو ایک اعلیٰ طبی مرکز لے گئے۔ متوفی کے اہل خانہ کے مطابق اخلاق ہفتے کے روز اپنی بھانجی کی شادی میں شرکت کے لیے گاؤں جا رہا تھا۔ کوتوالی انچارج سندیپ بالیان نے بتایا کہ یہ واقعہ مظفر نگر ضلع کے روہانہ علاقے میں پیش آیا۔ تاہم اطلاع ملنے پر دیوبند پولیس جائے وقوعہ پر پہنچی اور زخمیوں کو بلا تاخیر امداد فراہم کی۔ انہوں نے مزید کہا کہ متوفی کے اہل خانہ پوسٹ مارٹم کیے بغیر لاش اپنے ساتھ لے گئے تھے۔

خون سے لکھی گئی سچائی کی داستان، غزہ میں قلم کے سپاہیوں کی لازوال قربانیاں

جب بھی یوم صحافیوں سے یکجہتی فلسطین آتا ہے، تو یہ دن محض ایک کیلنڈر کا ورق نہیں رہتا، بلکہ یہ ظالم اور سفاک دنیا کے ضمیر پر ایک تازیانہ بن کر برستا ہے۔ اس سال فلسطینی صحافی تاریخ کے اس کٹھن ترین اور خون آشام دور سے گزر رہے ہیں جہاں سچ بولنا اور حق کو دنیا تک پہنچانا گویا اپنی ہتھیلی پر جان رکھ کر میدان میں اترنے کے مترادف بن چکا ہے۔ میدانِ جنگ سے حق کی ترسیل کا یہ مقدس فریضہ اب سر قلم ہونے، لاشوں کے ڈھیروں، لہولہو جسموں، قید و بند کی صعوبتوں، جبری دربدری اور ذرائع ابلاغ کے اداروں، دفاتر و سازوسامان کی ہولناک تباہی کے خونی راستوں سے ہو کر گزرتا ہے۔ اس دردناک دن کی بنیاد انٹرنیشنل فیڈریشن آف جرنلسٹس نے سنہ 1996ء میں تاریخی واقعہ النفق کے پس منظر میں رکھی تھی تاکہ سچ کے ان بے باک محافظوں کی آواز کو گونج فراہم کی جا سکے۔

غزہ میں سرکاری میڈیا آفس کی طرف سے جاری کردہ یہ دل دہلا دینے والے اعداد و شمار اس بھاری قیمت کا نوحہ ہیں جو فلسطینی صحافیوں اور میڈیا کے غیور فرزندوں نے اس جنگ کے آغاز سے اب تک اپنی جانوں کے نذرانے دے کر چکائی ہے۔ ان کے مطابق اب تک 26 جنتی شہداء اور میڈیا کے جری سپاہی اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں، جن میں 26 شجاع خواتین صحافی بھی شامل ہیں، جبکہ 433 سے زائد افراد اس ریاستی دہشت گردی کی زد میں آ کر مختلف نوعیت کے کاری زخموں کا شکار ہوئے۔

شہادتوں، زخموں اور تاریک قید خانوں کا دل گداز منظر

سرکاری میڈیا آفس کے مطابق اس طوفانِ بلاخیز میں میڈیا کے 28 بااثر اور بیدار مغز کارکن بھی جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں، جبکہ نامور صحافیوں اور میڈیا سے وابستہ چوٹی کے افراد کو قابض فوج کی درندگی نے زنجیروں میں جکڑ لیا۔ ان میں سے 23 بے گناہ اب بھی قابض صہیونی عقوبت خانے کی تاریک کوٹھریوں میں سسکتی زنجیروں کے ساتھ قید ہیں، جبکہ تین صحافی ایسے ہیں جن کا آج تک کوئی اتہ پتہ نہیں چل سکا اور وہ تاحال لاپتہ ہیں۔

یہ سفاکیت یہیں تک محدود نہیں رہی بلکہ اس نے ان بے گناہ صحافیوں کے گھرانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ میڈیا آفس کا دل سوز انکشاف ہے کہ شہید ہونے والے صحافیوں کے گھرانوں میں سے 32 خاندانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر ان کی پوری نسلوں کا صفایا کر دیا گیا، جبکہ 53 صحافیوں کے مسکنوں اور آشیاں کو سرے سے یا جزوی طور پر ملبے کا ڈھیر بنا دیا گیا۔

سرکاری میڈیا آفس کا پختہ یقین ہے کہ یہ منظم نقصانات اور بربادیاں دراصل فلسطینیوں کی اس واحد حق پر مبنی آواز کو ہمیشہ کے لیے خاموش کرنے کی شیطانی پالیسی کا حصہ ہیں، جو میڈیا کے اداروں اور دفاتر کو چن چن کر نشانہ بنانے کے گھناؤنے سلسلے کے ساتھ متواتر جاری ہے۔

میڈیا کے شاندار اداروں اور پناہ گاہوں کی ہولناک تباہی

اس سفاکانہ بربادی کی زد میں آنے والے اداروں کی طویل فہرست میں اخبارات، رسائل اور کاغذی جریدوں کے 12 دفاتر، 23 الیکٹرانک اخبارات، 11 مقامی ریڈیو اسٹیشن، 16 ٹیلی ویژن اور سیٹلائٹ چینلز شامل ہیں، جن میں غزہ کے 4 سرکردہ چینلز اور بیرونی دنیا کے 12 میڈیا اداروں کے دفاتر بھی خاکستر کر دیے گئے۔

اس قہر کا نشانہ 27 پرنٹنگ پریس بھی بنے، جن میں 5 بڑے اور 22 چھوٹے پرنٹنگ پریس راکھ کے ڈھیر بن گئے، اس کے علاوہ آزادی صحافت کے تقدس کی پاسبانی کرنے والے 5 یونین، پیشہ ورانہ اور انسانی حقوق کے ادارے بھی اس بربریت کی نذر ہو گئے۔ سرکاری میڈیا آفس نے اس میڈیا کے شعبے کو پہنچنے والے ابتدائی نقصانات کا تخمینہ تقریباً 800 ملین ڈالر لگایا ہے، جس میں تمام میڈیا اداروں، ٹیلی ویژن اسکرینز، ریڈیو لہروں، نیوز ایجنسیوں اور تربیتی مراکز کی بربادی کے ساتھ ساتھ نشریاتی سگنلز اور ٹیلی ویژن کی دنیا کو زندہ رکھنے والے قیمتی آلات اور کیمروں کی مکمل تباہی شامل ہے۔

کھنڈرات کے مابین بھی 143 اداروں کا چراغِ حق جلائے رکھنا

ہر طرف بچھی لاشوں، خوف اور تباہی کی ہولناک چادر کے باوجود، سرکاری میڈیا آفس نے اس عزمِ آہنین کی تصدیق کی ہے کہ 143 میڈیا ادارے غزہ کی پٹی کے سینے پر آج بھی اپنے اجڑے ہوئے دفاتر کے ملبے سے اٹھ کر اپنا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے فلسطینی صحافت کے ان بے خوف شہسواروں کے حوصلے کو سلام پیش کیا جو اس کڑے وقت میں بھی اپنے عزم پر چٹان کی طرح ڈٹے ہوئے ہیں۔

دفتر نے ان تمام شہید صحافیوں کی ارواحِ مقدسہ کو عقیدت کے پھول پیش کیے، زخمیوں کے لیے فوری شفا اور قید میں موجود اسیروں کی جلد رہائی کی دعا مانگی۔ ساتھ ہی، صحافیوں پر ہونے والے اس جبرِ مسلسل کی پرزور مذمت کرتے ہوئے اسے صریح جنگی جرائم اور انسانیت کے خلاف بدترین جرائم قرار دیا، اور عالمی برادری، اقوام متحدہ، انٹرنیشنل فیڈریشن آف جرنلسٹس اور فیڈریشن آف عرب جرنلسٹس سے پرزور مطالبہ کیا کہ وہ آگے بڑھ کر ان مظلوموں کے لیے قانونی اور میدانی ڈھال بنیں۔

انصاف کی پکار اور ظالموں کے احتساب کا مطالبہ

سرکاری میڈیا آفس نے بین الاقوامی فوجداری عدالت کے پراسیکیوٹر کے حضور یہ فریاد رکھی ہے کہ وہ صحافیوں کے بہیمانہ قتل اور میڈیا کے اداروں کی منظم تباہی پر فوری اور بے باک تحقیقات کا آغاز کریں، تاکہ اس انسانیت سوز ظلم کے تمام مجرم کٹہرے میں لائے جا سکیں اور کوئی بھی دنگا فسادی سزا سے بچ نہ سکے۔

اسی دردناک تناظر میں مرکز اطلاعات فلسطین (مکس ٹرینڈ) نے اس تلخ حقیقت کو اجاگر کیا کہ غزہ کی پٹی، مغربی کنارے اور مقبوضہ بیت المقدس کے باسی صحافیوں نے جو خون پسینہ بہایا اور جس طرح گولیوں اور قید و بند کا سامنا کیا، وہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اب محض کاغذی اعلامیوں اور یکجہتی کے کھوکھلے بیانات سے آگے نکل کر عملی ڈھال فراہم کی جائے جو ان کے تحفظ کی ضمانت بنے۔

مرکز نے ایک بار پھر اس بات پر زور دیا کہ آزادانہ صحافت کی راہ کی تمام رکاوٹیں دور کی جائیں، میڈیا تک رسائی کو ہر قیمت پر یقینی بنایا جائے اور ہر ایک ظلم پر غیر جانبدار بین الاقوامی تحقیقات بٹھائی جائیں۔ انہوں نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ سچ کو چھپانے کے تمام حربے ناکام بنائے جائیں گے کیونکہ صحافیوں کا تحفظ دراصل پوری انسانیت کے ضمیر کا تحفظ ہے۔

فلسطینی صحافیوں نے تاریخ کو اپنے لہو سے سینچا ہے

اسلامی تحریک مزاحمت 'حماس' کے سیاسی بیورو کے سربراہ خلیل الحیہ نے فلسطینی صحافیوں اور سچائی کے ان علمبرداروں کو خراجِ تحسین پیش کیا جنہوں نے ہر قسم کے خوف، ہراس اور خوفناک خطرات کو بالائے طاق رکھ کر اس دنیا کے تاریک کونوں تک حق کا اجالا پہنچایا۔

خلیل الحیہ نے شہید ہونے والے صحافیوں کو یاد کرتے ہوئے کہا کہ ان غیور کارکنوں نے اپنے لہو سے سچائی کی شمع کو جلائے رکھا۔ انہوں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ان کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر مظلوم فلسطینی عوام کی داستانِ درد کو دنیا کی آنکھوں کے سامنے لا کھڑا کیا۔

انہوں نے فخر سے کہا کہ یہ صحافی اس قوم کی توانا زبان اور قابض دشمن کی تمام تر سفاکیت کے سب سے بڑے عینی شاہد ہیں۔ انہوں نے اس عزم کو دہرایا کہ خواہ راستے میں کتنے ہی کانٹے کیوں نہ ہوں، حق کی یہ بازگشت کبھی مدہم نہیں ہوگی اور فلسطینی کاز ہمیشہ زندہ و جاوید رہے گا۔

فلسطینی صحافی اس تاریخ کا گواہ اور زندہ ضمیر ہے

فلسطینی نیشنل کونسل نے اس بات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا کہ صحافیوں کا قتل، ان کی گرفتاریاں اور ان کے اداروں کی بربادی بین الاقوامی قوانین کا وہ کھلا مذاق ہے جو ہر ذی شعور انسان کو جھنجھوڑ دینا چاہیے۔

کونسل نے بین الاقوامی عدالتوں اور اداروں کو کٹہرے میں کھڑا کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ اس ریاستی دہشت گردی کے خلاف سخت ترین قانونی شکنجہ کسا جائے۔

کونسل نے فلسطینی صحافی کو اس ارضِ مقدس کی تاریخ کا سچا گواہ اور اس کا دھڑکتا ہوا دل قرار دیا، یہ کہتے ہوئے کہ ان پر ہونے والا ہر وار دراصل آزادیِ اظہار اور دنیا کے ہر انسان کے حقِ معلومات پر کاری ضرب ہے۔

یکجہتی صرف لفظ نہیں، ایک اٹل فریضہ ہے

اسلامی تحریک مزاحمت 'حماس' نے ایک بار پھر اس عزم کو دہرایا کہ صحافیوں کا بہیمانہ قتل اور ان کی اسیری ایسے ناقابلِ معافی جنگی جرائم ہیں جو وقت کے ساتھ کبھی دھندلے نہیں پڑ سکتے۔ انہوں نے عرب اور عالمی میڈیا کے تمام اداروں سے اپیل کی کہ وہ ان مظلوموں کے لیے بیدار ہوں اور ان کے قاتلوں کو کیفرِ کردار تک پہنچائیں۔

آج جب یہ دن ایک بار پھر اداس فضاؤں میں لوٹا ہے، تو اس نے ایک بار پھر دنیا کو یہ بتا دیا ہے کہ ایک سچے صحافی کا قلم کتنی بڑی طاقت رکھتا ہے، جسے توڑنے کے لیے ظالموں نے اپنی پوری طاقت جھونک دی ہے، مگر یہ قلم آج بھی راکھ کے ڈھیروں سے اٹھ کر سچ کا علم بلند کیے ہوئے ہے۔

ایک مقدس فریضہ اور آزادی کی سب سے بڑی ضمانت

سینٹر فار پروٹیکشن آف پیلسٹینین جرنلسٹس نے اس پر عزم پیغام کے ساتھ اس دن کو یاد کیا کہ خواتین اور مرد صحافیوں پر ہونے والے ظلم کے تاتاری حملے فوری طور پر بند کیے جائیں، ان کے حقوق کی پامالیوں پر شفاف تحقیقات ہوں، اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ سچ کا یہ کارواں ہمیشہ بلاخوف و خطر رواں دواں رہے۔

مرکز نے اس بات پر زور دیا کہ ایک آزاد معاشرے کی تعمیر کے لیے صحافیوں کا تحفظ بنیادی شرط ہے، اور سال 2026ء کے پہلے نصف میں یونین آف پیلسٹینین جرنلسٹس کی طرف سے جمع کیے جانے والے خونچکن اعداد و شمار اس بات کا روشن ثبوت ہیں کہ اس خطے میں سچ بولنا اس وقت دنیا کا سب سے بڑا اور خطرناک ترین جہاد بن چکا ہے۔

قابض اسرائیل کی سرپرستی میں ناصر میڈیکل کمپلیکس پر حملے کی سازش ناکام بنادی گئی

غزہ: فلسطینی مزاحمتی سکیورٹی پلیٹ فارم 'الحارس' کے ایک ذمے دار ذریعے نے ہفتے کے روز انکشاف کیا ہے کہ سکیورٹی اداروں نے غداری کے مرتکب عناصر اور گروہوں کی طرف سے تیار کیے جانے والے ایک وسیع پیمانے کے تخریبی منصوبے کو ناکام بنا دیا ہے، جس کی تیاری قابض اسرائیل کی براہِ راست سرپرستی اور پشت پناہی میں کی جا رہی تھی، اس کا ہدف جنوبی غزہ کی پٹی کے شہر خان یونس میں واقع ناصر میڈیکل کمپلیکس تھا۔ سکیورٹی ذریعے نے واضح کیا کہ دستیاب میدانی شواہد اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ رفح، خان یونس اور دیر البلح کے علاقوں میں ان مجرمانہ گروہوں کی ملی بھگت سے اس ہسپتال پر حملے کی تیاریاں کی جا رہی تھیں، جبکہ اس سازش کو قابض اسرائیل کی طرف سے بھرپور انٹیلی جنس اور فضائی کور حاصل تھی۔ ذرائع کے مطابق قابض فوج نے ان گروہوں کے کارندوں کو خصوصی فوجی اڈوں کے اندر تربیت فراہم کرنے کی نگرانی کی تھی، جس میں غزہ کی پٹی کے اہم ترین خدماتی، مدنی اور حیواتی مراکز و تنصیبات پر مشترکہ جنگی حملے کرنے کے مختلف فرضی منظرناموں کی عملی مشقیں بھی شامل تھیں۔ مقاومتی سکیورٹی نے اپنی پیشگی کارروائیوں کے دائرہ کار میں ان افراد کو گرفتار کرنے کا اعلان کیا ہے جن پر قابض دشمن کے لیے کام کرنے کا الزام ہے، اور بتایا کہ وہ خان یونس اور دیر البلح کے شہروں میں اہم مقامات اور تنصیبات کے قریب ترین علاقوں میں 'خفیہ خلیے' تشکیل دینے اور چلانے کے مکلف تھے، تاکہ اس سازش میں انہیں بھی شامل کیا جا سکے۔ مزاحمتی سکیورٹی نے خبردار کیا کہ شہریوں کو نشانہ بنانے یا کسی بھی حیاتیاتی اور طبی ادارے کو نقصان پہنچانے کی کوئی بھی کوشش ایک انتہائی خطرناک اور بھیانک نتائج کی حامل مہم جوئی ہوگی، اس کے ساتھ ہی انہوں نے عوام الناس سے اپیل کی کہ وہ اپنی بیداری اور ہوشیاری کی سطح کو بلند رکھیں، اور کسی بھی مشکوک نقل و حرکت یا ایسے رویے کی فوری اطلاع دیں جو شہریوں کے امن اور اہم تنصیبات کے لیے خطرہ بن سکتے ہوں۔ ذرائع کی طرف سے شائع کردہ معلومات میں اس منصوبے کو ناکام بنانے کے لیے اٹھائے جانے والے سکیورٹی اقدامات کی نوعیت یا اس کارروائی کے وقت کے حوالے سے مزید کوئی تفصیلات فراہم نہیں کی گئیں۔

مسجدِ اقصیٰ میں یہودیوں کی عبادت کے انتظامات کی مذمت، تحفظ کے لیے فوری لائحہ عمل کا مطالبہ

غزہ: اسلامی تحریک مزاحمت 'حماس' کا کہنا ہے کہ مسجدِ اقصیٰ میں یہودیوں کی عبادت سے متعلق آزمائشی تجربے کے انکشافات جن کا مقصد فلسطینی، عرب اور اسلامی ردعمل کا اندازہ لگانا تھا، اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ مسجد اس وقت کس قدر سنگین مرحلے سے گزر رہی ہے، جبکہ اس پر قابض اسرائیل کی بالادستی مسلط کرنے کی کوششیں مسلسل جاری ہیں۔ حماس کے سیاسی بیورو کے رکن اور ادارہ امورِ بیت المقدس کے سربراہ ہارون ناصر الدین نے جاری کردہ ایک پریس بیان میں مسجدِ اقصیٰ کو اس کے اندر یہودی عبادت کے دائرہ کار کو وسیع کرنے پر ردعمل جانچنے کے لیے استعمال کیے جانے کی شدید مذمت کی۔ انہوں نے خبردار کیا کہ قابض صہیونی دشمن کے بڑھتے ہوئے اقدامات کا مقصد مسجد کی شناخت اور اس کی تاریخی حیثیت کو تبدیل کرنا ہے، جو اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ اس کے تحفظ کے لیے فلسطینی، عرب اور مسلم امہ کی سطح پر فوری اقدامات کیے جائیں۔ ناصر الدین نے قابض دشمن پر الزام عائد کیا کہ وہ یہودی تہواروں کی آڑ میں دھاووں کے دائرہ کار کو وسیع کر رہا ہے اور یہودی آبادکاروں کو مذہبی رسومات کی ادائیگی کی کھلی چھوٹ دے رہا ہے۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ یہ سفاکانہ ہتھکنڈے مسجد کی مقدس شناخت کو ہرگز تبدیل نہیں کر سکتے اور نہ ہی قابضین کو اس پر کوئی حق دلوا سکتے ہیں۔ انہوں نے مختلف سطحوں پر فلسطینی اور اسلامی سطح پر احتجاجی تحریک چلانے کا مطالبہ کیا، اور اہلِ بیت المقدس، اندرونِ فلسطین کے باسیوں اور ہر اس شخص کو جو مسجدِ اقصیٰ تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے، اس بات کی دعوت دی کہ وہ وہاں مسلسل حاضری اور رباط کا سلسلہ جاری رکھیں۔ ہارون ناصر الدین کا یہ بیان اسرائیلی پولیس کے مقبوضہ بیت المقدس کے کمانڈر افشالوم فیلڈ کے ساتھ ہونے والے اس انٹرویو کی تفصیلات کی اشاعت کے بعد سامنے آیا ہے جس میں انہوں نے مسجدِ اقصیٰ میں یہودیوں کی دعائیہ کتابیں داخل کرنے کے انتظامات کا ذکر کیا تھا۔ فیلڈ نے اخبار 'یدیعوت احرونوت' کو دیے گئے بیانات میں کہا کہ پولیس نے یہودی دعائیہ کتاب 'السیدور' کے داخلے کے لیے 15 افراد کا انتخاب کیا اور پھر اس قدم کے نتائج پر خفیہ ایجنسی 'شاباک' کے ساتھ تبادلہ خیال کیا۔ فیلڈ نے یہ دعویٰ کیا کہ اس تجربے پر کوئی قابلِ ذکر ردعمل سامنے نہیں آیا، اور یہ واضح کیا کہ جب سے ایتمار بن گویر نے وزارتِ سیکیورٹی سنبھالی ہے، اس وقت سے پولیس نے یہودی آبادکاروں کے دھاووں سے متعلق پابندیوں میں نرمی پیدا کی ہے۔ انہوں نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ پولیس کی نگرانی میں جانے والے گروہوں کو مشرقی حصے میں دعائیہ کلمات اور سجدہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے، اور یہ بیانات مسجد کے اندر مذہبی رسومات کو منظم کرنے اور اس پر ردعمل کا جائزہ لینے میں قابض پولیس کے براہِ راست کردار کو بے نقاب کرتے ہیں۔

غرب اردن: 942 چوکیاں اور رکاوٹیں، بندشوں کا نظام جغرافیے کی ازسرنو تشکیل دینے لگا

غرب اردن: وال اینڈ سیٹلمنٹ ریزسٹنس کمیشن کے مطابق غرب اردن میں فوجی چوکیاں اور دروازے سڑکوں پر فلسطینیوں کی نقل و حرکت میں رکاوٹ بننے والے محض تلاشی کے مقامات نہیں رہے، بلکہ یہ نقل و حرکت اور رسائی کو ازسرنو منظم کرنے کے ایک وسیع نظام میں بدل چکے ہیں، جو شہروں، قصبوں اور دیہات کے راستوں کے داخلی راستوں اور ان کو ملانے والی سڑکوں پر پھیلا ہوا ہے اور فلسطینی جغرافیے کی اس طرح سے ازسرنو تشکیل کر رہا ہے کہ نقل و حرکت، روزگار، تعلیم، علاج اور زرعی زمین تک رسائی بندشوں کے بڑھتے ہوئے جال کا محتاج بن کر رہ گئی ہے۔

کمیشن کے تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق غرب اردن میں دیکھی جانے والی چوکیوں، بندش کے مقامات اور رکاوٹوں کی تعداد 942 چوکیاں اور رکاوٹیں تک پہنچ گئی ہے، جن میں 824 مستقل چوکیاں اور بندش کے مقامات اور 118 رکاوٹوں، خندقوں اور سڑک کی رکاوٹوں پر مشتمل لکیری رکاوٹیں شامل ہیں، جبکہ اقوام متحدہ کے دفتر برائے رابطہ کاری برائے انسانی امور کے اعداد و شمار کے مطابق لکیری رکاوٹوں کی کل لمبائی تقریباً 107.7 کلومیٹر تک پہنچتی ہے۔

غرب اردن کے ٹکڑے کرنے والا جال

وال اینڈ سیٹلمنٹ ریزسٹنس کمیشن نے کہا کہ داخلی راستوں اور سڑکوں پر چوکیوں، دروازوں، رکاوٹوں اور خندقوں کا جال بچھانا فلسطینی جغرافیائی رابطے کو کنٹرول کے تحت آنے والے راستوں کے ایک جال میں بدل دیتا ہے اور غرب اردن کے علاقوں کو کسی بھی وقت الگ کرنے یا جوڑنے اور بند کرنے کے قابل بناتا ہے۔

کمیشن نے مزید کہا کہ فوجی چوکی اب صرف گذرنے سے روکنے تک محدود نہیں رہی، بلکہ یہ کام کرنے کی جگہوں، سکولوں، صحت کے مراکز، زرعی زمینوں اور خدمات کے مراکز تک رسائی کو کنٹرول کرنے کا ایک ذریعہ بن چکی ہے، جس سے روزمرہ زندگی کی لاگت میں اضافہ ہوتا ہے اور نقل و حرکت اور استحکام کا دائرہ تنگ ہوتا ہے۔

اقوام متحدہ کے اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ نقل و حرکت کی دستاویزی رکاوٹوں میں سے تقریباً نصف فلسطینی قصبوں، دیہات اور مرکزی سڑکوں کے درمیان رسائی میں رکاوٹ بنتی ہیں، جبکہ یہ رکاوٹیں فلسطینیوں کی نقل و حرکت کو طویل راستوں اور ثانوی سڑکوں کے جال کی طرف دھکیلتی ہیں، جو کام کی جگہوں اور خدمات تک رسائی کو متاثر کرتا ہے۔

الخلیل سرفہرست

مستقل چوکیوں کا مکانی نقشہ غرب اردن کے گورنریوں کے درمیان واضح فرق ظاہر کرتا ہے، جہاں الخلیل 221 چوکیوں اور بندش کے مستقل مقامات کے ساتھ سرفہرست ہے، اس کے بعد رام اللہ اور البیرہ 160 کے ساتھ، پھر نابلس 120 کے ساتھ، بیت لحم 78 کے ساتھ، اور مقبوضہ بیت المقدس 62 کے ساتھ آتا ہے۔

اسی طرح قلقیلیہ میں 41 چوکیاں، سلفیت میں 40، اریحا اور وادی اردن میں 27 درج ہیں، جبکہ جنین اور طولکرم میں سے ہر ایک میں تعداد 26 ہے، اور طوباس میں 23 ہے۔

کمیشن کا خیال ہے کہ یہ اعداد و شمار صرف عددی کثافت کی عکاسی نہیں کرتے، بلکہ یہ کنٹرول کے ان مقامات کے جال کو ظاہر کرتے ہیں جو اجتماعات کے داخلی راستوں، سڑکوں کے عقدوں اور ان گزرگاہوں پر رکھے گئے ہیں جو دیہات اور دیہی علاقوں کو شہروں کے مراکز اور خدمات سے ملاتے ہیں۔

دو ماہ کے دوران 13 نئے دروازے اور چوکیاں

بندش کا نظام اس سطح پر مستقل دکھائی نہیں دیتا، کیونکہ کمیشن نے کہا کہ اس نے گزشتہ دو ماہ کے دوران اپنے ڈیٹا بیس میں شامل ہونے والے 13 نئے دروازے اور مستقل چوکیاں دیکھیں، جن میں اکیلے جنین گورنری میں 10 دروازے شامل ہیں، جس سے گورنری کی تعداد 16 سے بڑھ کر 26 مستقل بندش کے مقامات تک پہنچ گئی ہے۔

یحییٰ السنوار کی پیش گوئی سچ ثابت، صہیونی ریاست بدترین عالمی تنہائی کا شکار

غزہ (ایجنسیاں): تین سال سے زیادہ عرصہ قبل غزہ کی پٹی میں اسلامی تحریک مزاحمت 'حماس' کے رہنما یحییٰ السنوار شہید نے اس راستے کے بارے میں بات کی تھی جس کا سامنا اسرائیل کو خود سے اس وقت کرنا پڑ سکتا ہے اگر وہ قبضے، یہودی بستیوں کی تعمیر اور بین الاقوامی قراردادوں کے انکار کو جاری رکھے۔ اس وقت ان کا بیان کسی محدود عسکری جنگ کے بارے میں نہیں تھا، بلکہ ایک ایسے وسیع مساوات کے بارے میں تھا جو میدان جنگ سے لے کر سیاست اور بین الاقوامی معاشرے تک پھیلی ہوئی ہے۔

السنوار نے سات اکتوبر سنہ 2023ء سے چند ماہ قبل دیے گئے ایک خطاب میں کہا تھا کہ قابض ریاست کو مختصر مدت کے دوران دو میں سے ایک راستے کا انتخاب کرنا ہوگا۔ یا تو بین الاقوامی قانون کا نفاذ کیا جائے، غرب اردن اور مقبوضہ بیت المقدس سے انخلا کیا جائے، یہودی بستیوں کو ختم کیا جائے، اسیران کو رہا کیا جائے اور پناہ گزینوں کی واپسی کی اجازت دی جائے، یا پھر وہ "پورے بین الاقوامی عزم کے ساتھ تضاد کی حالت" میں چلی جائے، جس کا نتیجہ اس کی تنہائی اور خطے اور دنیا میں اس کے انضمام کے خاتمے کی صورت میں نکلے۔

جنگ کے بعد کئی میڈیا اداروں نے یہ بیان دوبارہ شائع کیا، اسے ان نمایاں ترین بیانات میں سے ایک قرار دیا گیا جن میں السنوار نے میدانی محاذ آرائی اور اسرائیل کی بین الاقوامی حیثیت کے مستقبل کے درمیان رابطہ قائم کیا تھا۔

اس خطاب کے برسوں بعد بین الاقوامی میدان اس منظر سے بالکل مختلف دکھائی دیتا ہے جو جنگ سے پہلے قائم تھا۔

چنانچہ ستمبر سنہ 2025ء میں دو ریاستی حل سے متعلق اعلیٰ سطحی بین الاقوامی کانفرنس سے وابستہ تقریبات کے دوران دس ممالک نے ریاستِ فلسطین کو تسلیم کرنے کا اعلان کیا، جس کے بعد فلسطین کو تسلیم کرنے والے ممالک کی تعداد اقوام متحدہ کے 193 رکن ممالک میں سے 157 تک پہنچ گئی۔

السنوار کے خطاب سے لے کر اعتراف کی تبدیلیوں تک

بین الاقوامی اعترافات ہی اکیلی قابلِ ذکر پیش رفت نہیں تھی، ستمبر سنہ 2025ء میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے فلسطینی مسئلے کے پرامن تصفیے اور دو ریاستی حل کے نفاذ سے متعلق "نیویارک اعلامیے" کی 142 ووٹوں کی اکثریت سے توثیق کی، جبکہ 10 ممالک نے اس کی مخالفت کی اور 12 نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔ ستمبر سنہ 2026ء میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل انتونیو گوتیریس نے کہا کہ بہت سے ممالک نے ایک سال قبل ریاستِ فلسطین کو تسلیم کرنے میں شمولیت اختیار کی تھی، اسی کے ساتھ انہوں نے یہ انتباہ بھی کیا کہ ایک آزاد اور قابلِ عمل فلسطینی ریاست کے قیام کے لیے درکار حالات کا کٹاؤ جاری ہے۔ انہوں نے یہودی بستیوں کی توسیع کو روکنے، الحاق روکنے، فلسطینی اداروں کی حمایت کرنے اور قبضے کے خاتمے کا مطالبہ کیا۔

یہ حقائق اس کا مطلب یہ نہیں ہیں کہ فلسطینی ریاست کا قیام ایک زمینی حقیقت بن چکا ہے اور نہ ہی یہ کہ قبضہ ختم ہو چکا ہے، لیکن یہ فلسطینی مسئلے کے تئیں بین الاقوامی موقف میں ایک اہم تبدیلی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ کہ فلسطینی ریاست کے اعتراف کا دائرہ ایک محدود دائرے سے نکل کر ایسے وسیع دائرے تک پھیل گیا ہے جس میں وہ مغربی ممالک بھی شامل ہیں جو تاریخی طور پر اسرائیل کے نمایاں ترین اتحادی رہے ہیں۔

وہ منظر جو عارضی نہیں تھا

24 ستمبر سنہ 2026ء کو اس راستے کا ایک انتہائی علامتی منظر اس وقت سامنے آیا جب قابض حکومت کے سربراہ بنجمن نتنیاہو نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے اسٹیج پر قدم رکھا۔ اپنی تقریر شروع کرنے سے پہلے ہی رائٹرز کی رپورٹ کے مطابق درجنوں مندوبین نے فلسطینی علاقوں میں اسرائیلی پالیسیوں کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے ہال سے واک آؤٹ کیا۔ نتنیاہو نے واک آؤٹ کرنے والوں کو "اخلاقی لحاظ سے بزدل" کہہ کر جواب دیا اور پھر وفود کے باہر جانے کے بعد ہال کے سامنے اپنی تقریر جاری رکھی۔

اس طرح ہال کی تصویر خود اس واقعے کا ایک حصہ بن گئی، اسرائیلی حکومت کا سربراہ سب سے بڑے بین الاقوامی فورم سے خطاب کر رہا ہے، جبکہ کئی وفود اس جگہ سے باہر جا رہے ہیں جہاں وہ اپنی تقریر کر رہے تھے۔ یہ محض کوئی پروٹوکول کا منظر نہیں تھا، رائٹرز نے نتنیاہو کی تقریر کو ایجنسی کی بیان کردہ بڑھتی ہوئی بین الاقوامی تنہائی کے مقابلے میں اسرائیل کا دفاع کرنے کی ایک کوشش قرار دیا، ایسے وقت میں جب بیرونی دباؤ اسرائیل میں داخلی سیاسی تقاضوں کے ساتھ متصادم ہو رہا ہے۔

السنوار نے "تنہائی" کی بات کی تھی.. کیا بدلا؟

یہاں السنوار کے الفاظ دوبارہ سامنے آتے ہیں اس لیے نہیں کہ یہ کوئی ایسی پیش گوئی ہے جس کے مکمل سچ ہونے کا ثبوت دیا جا سکے، بلکہ ایک ایسے سابقہ بیان کے طور پر جس کا بعد میں رونما ہونے والے واقعات سے موازنہ کیا جا سکتا ہے۔

چنانچہ السنوار نے قبضے کے تسلسل اور اسرائیل اور بین الاقوامی عزم کے درمیان وسیع ہوتے ہوئے تضاد کے درمیان تعلق جوڑا تھا۔ خاص طور پر اس احتمال کا ذکر کیا تھا کہ اسرائیل ایک ایسے مرحلے پر پہنچ سکتا ہے جہاں خطے اور دنیا میں اس کے انضمام کی حالت زوال پذیر ہو جائے۔

اکتوبر 2023ء کے بعد فلسطینی مسئلے کو بین الاقوامی میدان میں وسیع پیمانے پر پذیرائی ملی، فلسطین کے اعتراف میں اضافہ ہوا اور اقوام متحدہ کے ایسے بار بار موقف سامنے آئے جن میں قبضے کے خاتمے اور یہودی بستیوں کی بندش کا مطالبہ کیا گیا، جبکہ اسرائیل کو بڑھتی ہوئی تنقید اور قانونی و سیاسی دباؤ کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن تصویر مکمل نہیں ہے کیونکہ اسرائیل اب بھی وسیع بین الاقوامی تعلقات اور اتحادوں سے لطف اندوز ہو رہا ہے، جن میں سرفہرست امریکہ کے ساتھ اس کا تعلق ہے، اسی طرح فلسطینی ریاست کا اعتراف خود بخود زمین پر اس کے قیام یا قبضے کے خاتمے کا ضامن نہیں ہے۔ لہٰذا جو کچھ ہو رہا ہے اسے "مکمل تنہائی" قرار دینا ان حقائق سے تجاوز کرتا ہے جو حالات اجازت دیتے ہیں، جبکہ زیادہ درست انداز میں اسرائیل کے گردونواح کے بین الاقوامی ماحول میں ایک واضح تبدیلی کی بات کی جا سکتی ہے۔

علاقائی انضمام سے لے کر نئے سوالات تک

جنگ سے پہلے اسرائیل اپنے علاقائی اور بین الاقوامی تعلقات کے جال کو وسعت دینے کے لیے کام کر رہا تھا، متعدد عرب ممالک کے ساتھ معمول پر لانے کا راستہ اس کی خارجی پالیسی کی نمایاں ترین خصوصیات میں سے ایک تھا۔ جبکہ جنگ کے بعد یہ راستہ مزید پیچیدہ ہو گیا ہے، جو غزہ کی جنگ سے جڑے بڑھتے ہوئے دباؤ، فلسطین کے بین الاقوامی اعتراف کے دائرے کی وسعت، اور بین الاقوامی سفارتی بحث کے مرکز میں فلسطینی مسئلے کی واپسی کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے۔ اس تناظر میں خطے اور دنیا میں "انضمام کی حالت کے خاتمے" کے بارے میں السنوار کی بات اس وسیع تر بحث کا حصہ بن جاتی ہے جو اس بات کے گرد گھومتی ہے کہ جنگ اور قبضے اور یہودی بستیوں کے تسلسل کے سائے میں اسرائیل اپنی بین الاقوامی تصویر اور مقام کو برقرار رکھنے کی کتنی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسرائیل کے بین الاقوامی تعلقات تباہ ہو چکے ہیں، بلکہ شواہد دو متوازی راستوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں، اہم اتحادوں کا جاری رہنا اور اس کے مقابلے میں ان ممالک کے رقبے میں وسعت جو فلسطین کو تسلیم کرتے ہیں اور اسرائیلی حکومت کی پالیسیوں پر تنقید کرتے ہیں۔

اقوام متحدہ.. وہ تصویر جو تبدیلی کا احاطہ کرتی ہے

شاید اس تضاد کا احاطہ بہت سے الفاظ نہیں کر سکتے جتنا کہ ایک ہی تصویر کرتی ہے۔ نتن یاہو اقوام متحدہ کے اسٹیج پر کھڑا ہے، جبکہ درجنوں مندوبین ہال سے باہر جا رہے ہیں۔

چنانچہ اس جگہ پر جسے اسرائیل نے دہائیوں تک دنیا کے سامنے اپنا من گھڑت اور جھوٹا بیانیہ پیش کرنے کے لیے استعمال کرنا چاہا، خود وہی تصویر اس کی بین الاقوامی حیثیت کے بارے میں بحث کا حصہ بن گئی۔ المیہ یہ ہے کہ نتن یاہو نے اس منظر کو نظر انداز نہیں کیا، بلکہ اس کا براہ راست مقابلہ کیا اور ہال سے جانے والوں پر تنقید کیا، تاکہ واک آؤٹ کو اسرائیل کے مخالفین کے ساتھ ایک سیاسی محاذ آرائی میں تبدیل کیا جا سکے لیکن وفود کا بائیکاٹ میڈیا کی کوریج میں اس خطاب کے نمایاں ترین واقعات میں سے ایک کے طور پر موجود رہا۔

کیا السنوار کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی؟

سب سے زیادہ درست جواب ہاں یا ناں میں نہیں ہے، اگر تنہائی سے مراد اسرائیل کے بین الاقوامی تعلقات کا انہدام اور اس کے اتحادوں کا منقطع ہونا ہے، تو ایسا نہیں ہوا کیونکہ اسرائیل اب بھی بااثر ممالک کے ساتھ مضبوط تعلقات سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ جبکہ اگر اس سے مراد اسرائیل اور ایک بڑے بین الاقوامی معاشرے کے درمیان وسیع ہوتی خلیج، فلسطین کے بڑھتے ہوئے اعتراف، بڑھتی ہوئی بین الاقوامی تنقید اور غزہ کی جنگ کا عالمی سیاست کا مرکزی مسئلہ بن جانا ہے تو السنوار کے بیان کے بعد کے برسوں میں درحقیقت ایسی پیش رفتیں ہوئیں جن کا موازنہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے جس کا انہوں نے ذکر کیا تھا۔ اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ پیش رفت کسی خلا میں واقع نہیں ہوئی بلکہ یہ ایک ایسی جنگ کے بعد سامنے آئی جس نے بین الاقوامی ایجنڈے پر فلسطینی مسئلے کے مقام کو بدل دیا اور عالمی بحث کے مرکز میں قبضے، یہودی بستیوں، فلسطینی ریاست اور بین الاقوامی قانون کے سوالات کو دوبارہ اٹھایا۔

روزنامہ صحافت اردو ویب ایڈیشن برمنگھم (یو۔کے۔) کو پبلشر نغمہ امیر نے ٹیڈنگٹن گرو پیری بار برمنگھم بی۔42 آئی آر جی یو۔کے۔ سے شائع کیا۔ پروپرائٹر و گروپ ایڈیٹر: امان عباس، ریزیڈینٹ ایڈیٹر: امیر مہدی، بیورو چیف: نغمہ امیر، ای میل: Naghmaamir@rediffmail.com، موبائل نمبر: 386368 7897 44+

قارئین کو مشورہ: ''صحافت'' میں چھپے ہوئے مضامین اور مراسلات میں ظاہر کئے گئے خیالات سے ایڈیٹر، نیوز ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر، پروپرائٹر کا متفق اور جواب دہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ صحافت میں شائع ہونے والے کسی بھی اشتہار کے مواد اور دعوؤں کے بارے میں ادارہ صحافت ذمہ دار نہیں ہوگا، اس کی کل ذمہ داری اشتہار دہندہ کی ہوگی۔